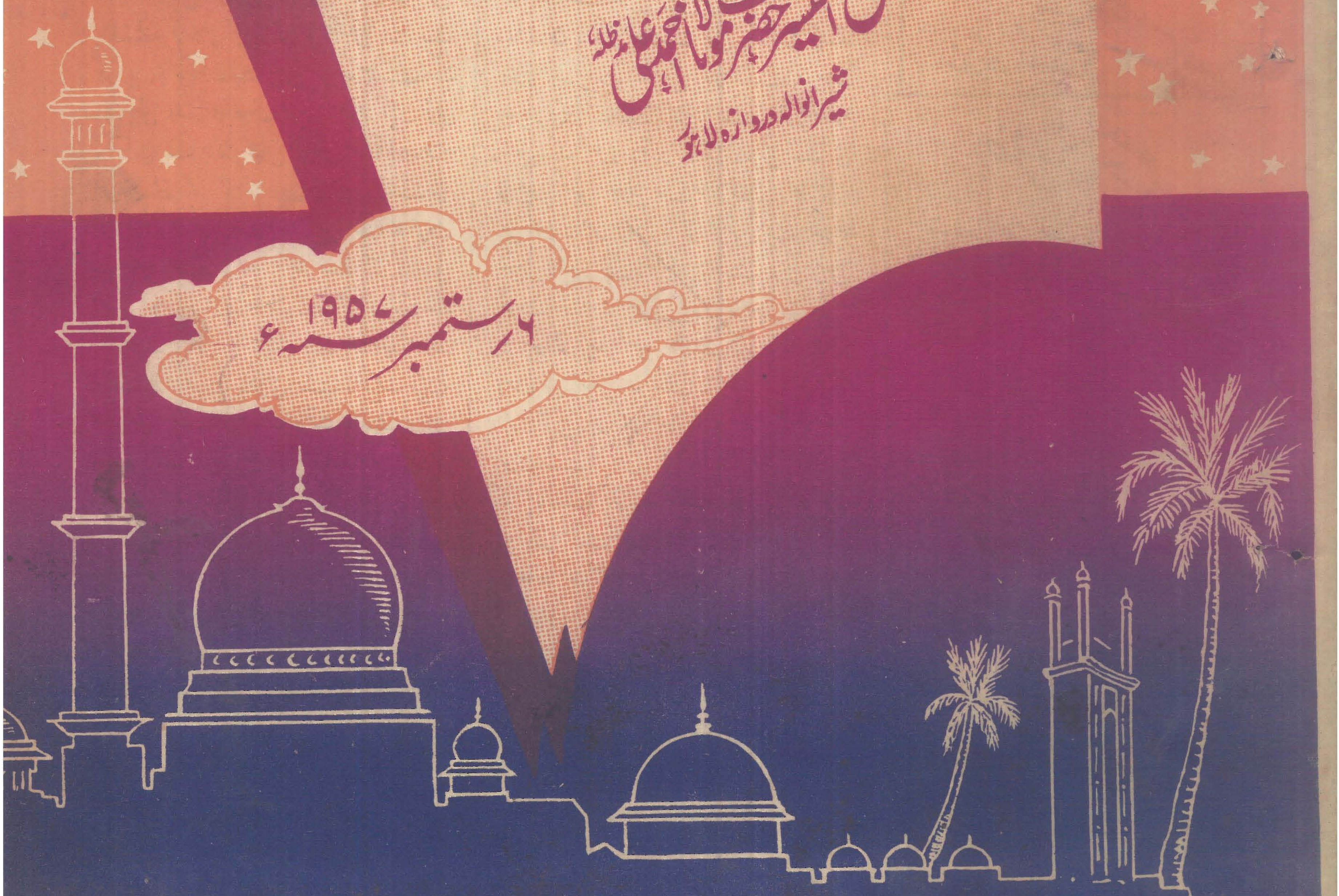
ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



خوفِ خدا

(از جناب م - ح)

۱- فوج کا ڈسپلن (نظم و نسق) ایک مسلمہ حقیقت ہے - فوج کے اندر ہر ایک جوان کو ڈسپلن کے ساتھ رہنا پڑتا ہے - وقت معین پر اٹھنا - وقت معین پر پریڈ کرنا - وقت مقرر پر روٹی کھانا - اور وقت مقرر پر سونا - گویا ہر کام اوقاتِ مقررہ اور ضابطے کے اندر ہوتا ہے - کوئی سپاہی اس ڈسپلن کو توڑنے کی جرأت نہیں کر سکتا - اگر ایسا کرے گا تو کرائم رپورٹ (Crime Report) پر رکھ کر کمانڈر کے روبرو پیش کیا جائے گا - اور جرم کے مطابق اس کو سزا ملے گی - گویا کرائم رپورٹ - کمانڈر کے سامنے پیشی اور سزا کا خوف اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ہر طرح سے قواعد و ضوابط کا پابند رہے -

۲- اسی طرح اگر ایک مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی فوج کا سپاہی ہے - ضابطۂ قرآنی کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنا لے - تو اس میں کونسی مشکل بات ہے مگر یہ اسی حالت میں ہو سکتا ہے - جب دل میں اللہ کا خوف موجود ہو - ایک فوجی ڈسپلن کے باہر کیوں نہیں جاتا؟ صرف اس لئے کہ کرائم رپورٹ بن جائے گی - اگر ایک مسلمان کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے - وہ سمجھ لے کہ اس کی زندگی کا "روزنامچہ" ہر روز تیار ہوتا ہے - اس کے اعمال کا ایک دن محاسبہ ضرور ہونا ہے - موت یقینی ہے - ایک ایک فعل کی جواب دہی کا وقت آنے والا ہے - ایک دن اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کے سامنے ضرور پیش ہونا ہے - اور وہ یہ بھی سمجھ لے کہ صرف وہ لوگ نجات پائیں گے جنھوں نے اپنا ضابطۂ حیات "قرآن کریم کو بنا لیا ہے" تو وہ کبھی بھی حدود سے تجاوز نہیں کر سکتا - بلکہ ہر اقدام سے پہلے سو بار سوچے گا - کہ یہ فعل قبر میں موجب سزا و عذاب تو نہیں بنے گا -

۳- اگرچہ ابتدا میں پابندیٔ ضابطہ طبیعت پر بارِ گراں معلوم ہوتا ہے - مگر جب ایک آدمی مشکل پسند بن جائے تو پھر کوئی مشکل بھی مشکل نہیں رہتی - خوگرِ غم کبھی بھی غم کو غم نہیں سمجھتا - پہاڑوں پر چلنے والے کبھی بھی سنگلاخ اور پتھریلی راہوں کا شکوہ نہیں کرتے - آپ کسی تہجد گذار یا شب بیدار سے پوچھ کر تجربہ کریں کہ کیا نصف شب کے وقت بیدار ہونا اس کے لئے گراں ہے؟ یا باعثِ لذت -

۴- اگر کسی آدمی کو یہ باور کرا دیا جائے - کہ ٹھیک ۷۲ گھنٹے کے بعد اس کی موت واقع ہو جائے گی - ڈرنے والا ان ۷۲ گھنٹوں کے دوران میں اللہ تعالیٰ سے جس کی ذات غفور الرحیم ہے - اپنے گناہوں کی رو رو کر معافی مانگے گا اور ندامت کے ساتھ اپنی گذری ہوئی زندگی کا جائزہ لے گا - مگر جو خوفِ خدا سے بے نیاز ہے - جزا و سزا کا قائل نہیں ہے - وہ دوسرا راستہ اختیار کر سکتا ہے -

۵- اگر ہمارے دل و دماغ کے اندر یہ بات منقش ہو جائے کہ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے اور معلوم نہیں کہ کس وقت آ کر دبوچ لے گی - تو پھر کسی جرم کے ارتکاب کا ذکر ہی کیا - ہم راتوں کو میٹھی نیند سو بھی نہیں سکیں گے - لیکن جب دل میں خوفِ خدا نہ ہو - اور پیمبرؐ کی شرم نہ ہو تو پھر کسی ضابطہ کی پابندی کا احساس نہیں ہو سکتا -

آج جو کچھ ہمارے معاشرہ میں ہو رہا ہے - اس کی علتِ غائی یہی ہے کہ ہمارے قلوب خوفِ خدا سے اور یادِ خدا سے بے نیاز ہو چکے ہیں - ہر غلط کو صحیح - ناجائز کو جائز - ناروا کو روا - حرام کو حلال - رشوت کو نذرانہ اور سود کو منافع سمجھ رہے ہیں - اگر ہمارے لیل و نہار یہی رہے - تو ہمیں اس عذابِ شدید کے لئے تیار رہنا چاہئے - جس کا قرآن پاک میں بار بار ذکر موجود ہے -

ہم تو دل میں خوفِ خدا رکھنے والا - جانکنی کی تلخیوں کو جاننے والا قبر کے عذاب سے

ضروری تصحیح

ہفت روزہ خدام الدین لاہور مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۵۷ء صفحہ ۵ کالم ۱ سطر ۲۱ میں تَوَکَّلْ اِلَیْہِ کی بجائے تَوَکَّلْ عَلَیْہِ کر لیا جائے -

مدیر

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳ | ۱۰ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۷

جرأت مندانہ

صوبائی وزیر خوراک نے اپنی حالیہ پریس کانفرنس میں انکشاف کیا ہے۔ کہ صوبہ کے ۱۹۰ بڑے بڑے زمینداروں نے تا حال فاضل گندم حکومت کے پاس فروخت نہیں کی اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار ٹن (تینتیس لاکھ ساٹھ ہزار من) ذخیرہ اندوزی کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اکثر جگہ گندم کی فراہمی میں بعض سرکاری ملازم مزاحمت کرتے ہیں۔

وزیر خوراک کے بیان کے پس منظر میں اگرچہ بہت سے حقائق اخفا میں ہیں بہرحال ان کی اس قدر جرأت بھی قابل داد ہے۔ قوم کی اکثریت جب کہ گندم کی کمیابی سے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ اس صوبہ میں ایسے قارون صفت افراد بھی موجود ہیں جنہوں نے خدائی رزق یعنی گندم کو داشتاؤں کی طرح گھر میں ڈال رکھا ہے۔ کاش وزیر خوراک اُن کی فہرست بھی اخبارات میں چھپوا دیتے تو یہ قوم کے لئے سند رہتی، اور بوقتِ ضرورت کام آتی۔ ہمیں یقین ہے کہ ان ۱۹۰ بڑے بڑے زمینداروں میں بڑی بھاری تعداد اسمبلیوں کے اراکین کی ہوگی۔ اس میں سابق وزراء اور عہدہ دار بھی ہوں گے۔ ان میں بے شمار ایسے ہوں گے جو نام نہاد "رہنمایان قوم" کے نام سے ملقب ہیں۔ جن کے بھاری بھر کم شکموں میں قوم کا درد فقط بیانات کی صورت میں یا کونسلوں کی کارروائی کے دوران تقاریر کی صورت میں اُٹھتا ہے۔ بقول شخصے ؎

لنچ اور ڈنر مزے سے اڑاتی ہے لیڈری
غم ساتھ ساتھ قوم کا کھاتی ہے لیڈری

وزیر خوراک نام بتا دیتے تو پتہ چل جاتا کہ ان زمینداروں کی بلیک لسٹ میں کتنے ایسے ہیں جو کل کو انتخابات کے موقع پر خادمان ملت، حامیان قوم، فدایان اسلام کے نام اختیار کر کے قوم سے ووٹوں کی خیرات مانگنے والے ہیں۔

اور یہ سرکاری ملازم کیا اس لئے غریب قوم کے روپیہ پر پلتے ہیں کہ قوم کا خون نچوڑ نچوڑ کر ان خونخوار زمینداروں کی نذر کریں؟ شہروں کے مضافات اور دور افتادہ دیہات میں گندم کا قحط ہو اور یہ سرکاری ملازم ذخیرہ اندوزوں کی پشت پناہی کر رہے ہوں؟ ہم متعلقہ وزراء سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر آپ کو ایسے سرکاری ملازموں کے نام معلوم ہیں (بلکہ ضرور معلوم ہونے چاہئیں) تو فی الفور ان بد دیانت اور قوم کے دشمن ملازموں کی تطہیر کریں۔ ہمارے خیال میں ان سے رعایت کرنا ان کے جرم میں شامل ہونے کے مترادف ہے۔

اس ذخیرہ اندوزی کے ضمن میں ایک اور چیز واضح ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہے غلط زرعی تقسیم جیسا کہ خود وزیر خوراک نے تسلیم کیا ہے کہ چھوٹے زمینداروں سے گندم فراہم کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ یہی بڑے زمیندار ہیں جو اثر و رسوخ کے حصار میں بیٹھ کر تخریبی سرگرمیاں کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زمینداریاں ہی قوم کو بھوکا رکھتی ہیں۔ اور غیروں کا دست نگر بناتی ہیں۔ اس لئے ایسے بڑے زمینداروں سے زائد از ضرورت زمین فوراً لے کر چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں میں تقسیم کر دینی چاہئے۔ اس سے نہ صرف چھوٹے کاشتکاروں کی آباد کاری کا مسئلہ حل ہوگا بلکہ خوراک کی کمیابی کا قضیہ بھی۔ علاوہ ازیں مالیہ وغیرہ کی وصول بھی چھوٹے زمینداروں سے بڑے بڑے زمینداروں کی بہ نسبت سہل تر ہوگی، زمینداریوں کا خاتمہ ہی ہمارے معاشی مسائل کا حل ہے، تاریخدان حضرات جانتے ہیں کہ ان بڑی بڑی زمینداریوں کی نوعیت کیا ہے؟ ان زمینداریوں کا کوئی اور قصور نہ سہی تو قحط سالی کے دوران ذخیرہ اندوزی کیا کم جرم ہے؟ جتنا بھی زمینداریوں کو ڈھیل دی گئی اور پھولنے پھلنے دیا اتنی ہماری مشقت دگرگوں ہوگی۔

قومی اداروں اور غیر مستطیع حضرات کی امداد کا فنڈ

بعض قومی اداروں اور غیر مستطیع حضرات کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ انہیں پرچہ مفت دیا جائے۔ بعض حضرات تھوڑی سی رقم ادا کر کے چاہتے ہیں۔ کہ ان کے نام سال بھر کے لئے پرچہ جاری کر دیا جائے۔ ہمیں ان حضرات سے ہمدردی ہے۔ ہمارا دل چاہتا ہے۔ کہ ان کی ہر طرح امداد کی جائے۔ تاکہ وہ اس خالص مذہبی پرچہ کے مطالعہ سے مستفید ہو سکیں۔ لیکن ہم معذور ہیں۔

ہمیں اب تک نیوز پرنٹ کے استعمال کی اجازت نہیں ملی۔ اس لئے ہمیں کرنافلی کاغذ استعمال کرنا پڑتا ہے نیوز پرنٹ کے مقابلہ میں کرنافلی کاغذ کی قیمت تقریباً دگنی ہے۔ مارکیٹ ریٹ سے زیادہ نہ ہم سالانہ چندہ وصول کر سکتے ہیں اور نہ قیمت فی پرچہ۔

ان حالات میں ہم غیر مستطیع حضرات کو پرچہ مفت یا کم داموں پر نہیں دے سکتے۔ اس کے لئے ہم ایک علیحدہ فنڈ کھول رہے ہیں۔ دولتمند حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس فنڈ میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ان کے عطیہ سے قومی اداروں اور غیر مستطیع حضرات کو پرچہ جاری کیا جائے گا۔

انشاء اللہ ان کے عطیہ جات کی آمد و خرچ کا حساب علیحدہ رکھا جائیگا یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو اس کا بڑا اجر ملے گا اگر ان کی وجہ سے ایک شخص کو بھی یہ جریدہ پڑھ کر ہدایت ہو گئی تو ممکن ہے یہ ان کی نجات دارین کا سبب بن جائے۔

"مینیجر"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳ صفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰۔ اگست ۱۹۵۷ء

(۱) شہنشاہِ حقیقی کا قانون قرآن مجید ہے

(۲) اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے ظالم ہیں۔

(۳) بارگاہ الٰہی سے ظالموں کو سزا ملتی ہے۔

(۴) سزا سے پہلے انہیں مہلت دی جاتی ہے۔

(۵) اللہ تعالےٰ ظالموں کو معاف فرمادے تو اس کا فضل ہے معافی لینے کا طریقہ

(۶) خلاف ورزی کرنے والوں کی دو قسمیں۔ باغی اور بدمعاش

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دعاوی سابقہ میں سے ہر ایک کا ثبوت
پہلا دعوےٰ شہنشاہِ حقیقی کا قانون قرآن مجید ہے
اس کے شواہد

شاہد اول

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ

سورہ البقرہ رکوع ۲۱ پارہ ۲

ترجمہ - یہی وہ لوگ ہیں - جنہوں نے گمراہی کو بدلے ہدایت کے خریدا - اور عذاب کو بدلے بخشش کے - پس دوزخ کی آگ پر ان کا کتنا بڑا صبر ہے - یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب سچائی کے ساتھ اتاری - اور بیشک جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا - البتہ ضد میں بہت دور جا پڑے ہیں -

شاہد دوم

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱ پارہ ۳

ترجمہ - اس (اللہ) نے تجھ پر سچی کتاب نازل فرمائی - جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے - اور اسی نے اس کتاب سے پہلے تورات اور انجیل نازل فرمائی -

شاہد سوم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ

الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ الآیہ

سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ - اے ایمان والو - اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ - اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے - اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی -

شاہد چہارم

اِنَّ وَلِيِّىَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ - بیشک میرا حمایتی اللہ ہے - جس نے کتاب نازل فرمائی - اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے -

شاہد پنجم

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ - وہ بڑی برکت والا ہے - جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا - تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو -

شاہد ششم

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - بیشک ہم نے آپ پر سچی کتاب لوگوں کے لئے اتاری ہے - پھر جو راہ پر آیا - سو اپنے لئے - اور جو گمراہ ہوا - سو وہ گمراہ ہوتا ہے - اپنے برے کو - اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں -

۶ صورتوں میں

برادران اسلام - آپ نے ملاحظہ فرمایا - کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں کا حوالہ میں نے پیش کیا ہے - جن میں سے ہر ایک حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار اعلان فرمایا ہے - کہ قرآن مجید کو میں نے نازل فرمایا ہے - اور بھی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں - مگر بطور مشتے نمونہ از خروارے - میں نے ۶ حوالوں پر اکتفا کیا ہے - مسلمان تو خیر مان ہی جائیگا میرا یقین ہے کہ اگر کسی انصاف پسند غیر مسلم کے سامنے بھی پیش کئے جائیں گے - تو اسے بھی از روئے انصاف ماننا پڑے گا - کہ واقعی قرآن مجید آسمانی کتاب ہے -

آج سطح دنیا پر

کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے دعوےٰ لیا گیا ہو - کہ یہ کتاب میری نازل کردہ ہے - الحمدللہ یہ شرف فقط اسی قرآن مجید کو حاصل ہے - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نصیب ہوا ہے -

مسلمان کے خلاف گواہوں کے سوا بھی جرم ثابت ہے

چونکہ مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے - اس لئے مسلمان قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل نہ بنائے تو اس پر فرد جرم لگانے کے لئے کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے - قرآن مجید کے متعلق مسلمان کا عقیدہ ہی اس کو مجرم بنانے کے لئے کافی اور شافی ثبوت ہے -

حکومت کے سوا مسلمان کا ذاتی فرض

بھی ہے کہ جن احکام کا اس سے براہ راست تعلق ہے - انہیں تو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لے - ہاں جن احکام کا اجرا حکومت ہی کر سکتی ہے - فقط ان احکام کے متعلق حکومت سے اجرا کا مطالبہ [illegible]

لہٰذا مسلمانوں کا یہ عذر

نہیں ہوسکتا۔ کہ چونکہ حکومت نے کتاب و سُنتہ کے مطابق قانون نہیں بنایا تھا۔ اس لئے ہم نے اسلامی قانون پر عمل نہیں کیا۔ قرآن مجید کو کلام الٰہی ماننے کے بعد مسلمان کی نجات کا فقط ایک ہی راستہ ہے۔ کہ جن احکام الٰہی کا تعلق ہر انسان کے ساتھ ہے۔ انہیں حسب توفیق معمول بہ ضرور بنائے۔

دوسرا دعوےٰ۔ اسکے شواہد

احکام الٰہی کی مخالفت کرنیوالے ظالم ہیں

شاہد اوّل

(وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کریگا۔ سو وہی ظالم ہیں۔

شاہد دوم

(وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ) الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں (بیویوں کو) تکلیف دینے کے لئے نہ روکو ۔تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اُوپر ظلم کرے گا۔

شاہد سوم

(مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

سورہ اٰل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اس دُنیا کی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک ہوا ہو۔ جس میں تیز سردی ہو۔ وہ ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے۔ جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ پھر اس کو برباد کرگئی۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنے اُوپر ظلم کرتے ہیں۔

حاصل

تینوں شواہد کا حاصل یہ ہے۔ کہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے ظالم ہیں اور یہ لوگ در اصل اپنے اُوپر ظلم کر رہے ہیں۔ مثلاً چور جب چوری کرتا ہے بظاہر تو دوسرے کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مگر حقیقت میں دیکھا جائے تو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ جب اس جرم میں گرفتار ہوگا۔ تو ہتھکڑی لگتے وقت یہ ذلیل ہوگا۔ جیل میں یہ جائے گا۔ جیل خانہ کی ساری میعاد میں دن رات یہ ذلیل ہوتا رہیگا۔ علیٰ ہٰذالقیاس شہنشاہ حقیقی عز اسمہ، و جل مجدہ، کے احکام کی مخالفت کرنے والے ظالم ہیں۔ یہ لوگ دراصل اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں۔ اس مخالفت کے باعث ان کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی قیامت کے دن بجائے بہشت میں داخل ہونے کے دوزخ میں داخل ہونگے۔ جہاں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی کا لطف۔ اور دوزخ کی آگ دُنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ گرم ہے۔ دُنیا کی آگ ایک حصّہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ۷۰ درجہ گرم ہے۔

تیسرا دعوےٰ اور اس کے شواہد

بارگاہ الٰہی سے ظالموں کو سزا ملتی ہے

شاہد اوّل

(فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷

ترجمہ۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

حاصل

ان ظالموں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں اللہ تعالےٰ مستحق تعریف ہے۔ اگر یہ زندہ رہتے تو انسانی ۔۔۔۔۔ وجود کا یہ ناسور دوسروں کو گمراہ کرتا رہتا۔ ان ظالموں کا صفحہ ہستی سے مٹانا ہی افرادِ انسانی کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے۔

شاہد دوم

(فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۲۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر جب وہ بھول گئے اس چیز کو جو انہیں سمجھائی گئی تھی۔ تو ہم نے انہیں نجات دی جو بُرے کام سے منع کرتے تھے۔ اور ظالموں کو ان کی نافرمانی کے باعث بُرے عذاب میں پکڑا۔

حاصل

یہ نکلا کہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والوں کو روکنے والے عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ باقی سب عذاب الٰہی سے ملیامیٹ ہوگئے۔ اور لعنت کا طوق گلے میں ڈال کر دُنیا سے رخصت ہوئے اور ابدالآباد کے لئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر دنیا سے گئے۔

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ احکام الٰہی کی مخالفت خود نہ کرے۔ اور کرنے والوں کو ضرور روکے۔ تاکہ وہ لوگ بھی گناہ سے بچ جائیں۔ اور اگر وہ خدانخواستہ باز نہیں آئیں گے۔ تو قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر تو نہیں کرسکینگے کہ اے اللہ ہمیں تیرے کسی بندے نے صحیح راستہ کی اطلاع نہیں دی تھی اسی کا نام شریعت میں اتمام حجّت ہے۔

شاہد سوم

(وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ۙ) سورہ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور ان ظالموں کو کڑک نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت شعیب علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے۔ فقط وہ لوگ عذاب الٰہی سے بچے۔ ان کے علاوہ سب تباہ ہوگئے۔ اے قرآن مجید کی نافرمانی کرنے والے مسلمانو۔ عبرت حاصل کرو۔

شاہد چہارم

(وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

سورہ الکہف رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور یہ بستیاں ہیں۔ جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے۔ جب انھوں نے ظلم کیا تھا۔ اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک دن مقرر کیا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ برباد شدہ بستیوں والوں نے احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث ظلم کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان ظالموں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ جب اللہ تعالےٰ کی ان گنت نعمتیں کھاپی کر بھی شکر نہ کریں بلکہ ہر وقت مخالفت اور بغاوت پر آمادہ رہیں تو ایسے ظالموں کو زندہ رکھ کر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو ضائع کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے بہتر یہی ہے۔ کہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹاکر خدا کی سرزمین کو پاک کر دیا جائے۔

شاہد پنجم

(اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاھْدُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ۝) سورہ صٰفٰت رکوع ۲ پارہ ۲۳

ترجمہ - (قیامت کے دن حکم ہوگا) انہیں جمع کردو - جنھوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے - سوائے اللہ کے - پھر انہیں جہنم کے راستہ کی طرف ہانک کر لے جاؤ۔

یقین آہی گیا ہوگا

احکامِ قرآن مجید کی **مخالفت** کرنے والے انسانو - مَیں نے چھ شہادتیں قرآن مجید ہی سے پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے انسانوں پر عذاب الٰہی دُنیا میں آتا ہے اور قیامت کے دن بھی وہ ظالم عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے - میرا خیال ہے - اب تو یقین آہی گیا ہوگا - کہ شاہنشاہ حقیقی کے فرمان کے مخالفوں کی دُنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے دوزخ کا عذاب مقرر ہے -

چوتھا دعوے اور اس کے شواہد
سزا سے پہلے مہلت ملتی ہے

برادران اسلام - قرآن مجید سے اس چیز کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ اپنے نافرمانوں کو مہلت بھی دیتے ہی رہتے ہیں

شاہد اوّل

(وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۝) سورہ الاعراف پارہ ۹ رکوع ۲۳

ترجمہ - اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے - ایسی جگہ سے جہاں انہیں خبر بھی نہ ہوگی - اور مَیں انہیں مہلت دونگا - بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر فرماتے ہیں - " جھٹلانے والے مجرموں کو بسا اوقات فوراً سزا نہیں ملتی - بلکہ دنیوی عیش اور فراخی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں - حتّٰی کہ خدائی سزا سے بے فکر ہو کر ارتکاب جرائم پر اور زیادہ دلیر بن جاتے ہیں - اس طرح جو انتہائی سزا ان پر جاری ہوتی ہے - رفتہ رفتہ اپنے کو علانیہ اور کامل طور پر اس کا مستحق ثابت کر دیتے ہیں - یہ ہی خدا کی ڈھیل اور استدراج ہے - وہ حماقت اور بے حیائی سے سمجھتے ہیں - کہ ہم پر مہربانی ہو رہی ہے اور حقیقت میں انتہائی عذاب کے لئے تیار کیا جا رہا ہے - خدا نے " کید " (داؤ یا خفیہ تدبیر) اسی کو کہا کہ ایسی کارروائی کی جائے جس کا ظاہر رحمت اور باطن قہر و عذاب ہو - بیشک خدا کی تدبیر بڑی مضبوط اور پختہ ہے - جس کی کسی حیلہ اور تدبیر سے مدافعت نہیں ہو سکتی - "

شاہد دوم

(فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ ط سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَ اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۝)

سورہ القلم رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ - پس مجھے اور اس کلام کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو - ہم انہیں بتدریج (جہنم کی طرف) لے جائیں گے - اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی - اور ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں - بیشک ہماری تدبیر زبردست ہے -

پانچواں دعویٰ - اللہ تعالےٰ ظالموں کو معاف فرمادے تو اس کا فضل ہے اور معافی حاصل کرنے کا طریقہ اور اس کے شواہد

شاہد اول

(فَلَوْلَا کَانَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَھَا اِیْمَانُھَا اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ط لَمَّا اٰمَنُوْا کَشَفْنَا عَنْھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ ۝) سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱

ترجمہ - سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی - جو ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا - سوائے یونسؑ کی قوم کے - کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دُنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دُور کر دیا - اور ہم نے اُنہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - " یعنی جتنی بستیاں تکذیب انبیاء اور شرارتوں کی وجہ سے مستوجب عذاب ٹھہریں - ان میں سے کسی کو ایسی طرح ایمان لانے کی نوبت نہ آئی - جو عذاب الٰہی سے نجات دیتا - صرف یونسؑ کی قوم کی ایک مثال ہے - جس نے ایمان لاکر اپنے کو آسمانی عذاب سے بال بال بچا لیا - جو بالکل ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا - خدا نے ایمان کی بدولت دنیوی زندگی میں اُن پر سے آنے والی بلا ٹال دی - اور جس وقت تک انہیں دُنیا میں رہنا تھا - یہاں کے فوائد و برکات سے منتفع کیا - مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سرزمین " مَوصل " میں اہل نینوئی کی طرف مبعوث ہوئے - وہاں کے لوگ بت پرست تھے - یونس علیہ السلام لگاتار سات برس تک پند و نصیحت کرتے رہے - انھوں نے ایک نہ سُنی - یوماً فیوماً انکار و تکذیب بڑھتا رہا - آخر حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آکر ان کو آگاہ کیا کہ (باز نہ آئے - تو) تین دن کے اندر عذاب آنے والا ہے - جب تیسری شب آئی یونس علیہ السلام آدھی رات گزرنے پر بستی سے نکل کھڑے ہوئے - صبح ہوتے ہی آثار عذاب کے نظر آنے لگے - آسمان پر نہایت ہولناک اور سیاہ بادل چھا گیا جس سے سخت دُھواں نکلتا تھا - وہ ان کے مکانوں سے قریب ہوتا جاتا تھا - حتّٰی کہ ان کی چھتیں بالکل تاریک ہوگئیں - یہ آثار دیکھ کر جب اُنہیں ہلاکت کا یقین ہوگیا - تو یونسؑ کی تلاش ہوئی - وہ نہ ملے - تو سب لوگ عورتوں بچوں سمیت بلکہ مواشی اور جانوروں کو بھی ساتھ لے کر جنگل میں نکل آئے اور سچے دل سے خدا کی طرف رجوع ہوئے - خوف سے چیخیں مارتے تھے - اور بڑے اخلاص و تضرع سے خدا کو پکار رہے تھے چاروں طرف آہ و بُکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں - اور کہتے جاتے تھے - کہ " اٰمَنَّا بِمَا جَاءَ بِہٖ یُوْنُسُ " جو کچھ یونس علیہ السلام لائے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں - حق تعالےٰ نے اُن کے تضرع و بُکا پر رحم فرمایا - اور آثار عذاب جو ہویدا ہو چکے تھے اُٹھا لئے گئے - یہاں پہنچ کر علماء سلف کے دو قول ہیں اکثر علماء کہتے ہیں کہ ابھی اصلی عذاب کا معائنہ ان کو نہ ہُوا تھا - صرف علامات و آثار نظر آئے تھے - ایسے وقت کا ایمان شرعاً معتبر اور نافع ہے - " ایمان یاس " جو معتبر و مقبول نہیں اس سے مراد یہ ہے - کہ عین عذاب کو دیکھ کر اور اس میں پھنس کر ایمان لائے - جیسے فرعون نے سمندر کی موجوں

میں پھنس کر اقرار کیا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک قوم یونس کا ایمان بھی فرعون کی طرح "ایمان یاس" تھا۔ جو عام ضابطہ کے موافق نافع نہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن حق تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے خلاف قاعدہ بطور استثناء اس قوم کا یہ ایمان معتبر رکھا۔ فرعون کے ایمان کی طرح رد نہیں فرمایا۔ پھر اختلاف ہوا ہے کہ آیا ان کے ایمان کا معتبر ہونا صرف دنیوی زندگی تک محدود تھا کہ دنیا میں آنے والا عذاب ٹل گیا۔ یا آخرت میں بھی موجب نجات ہو گا۔ ابن کثیر نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں جگہ مفید معتبر ہو گا۔ واللہ اعلم"

بہرحال

جس غرض کے لئے (اس عاجز نے) یہ حوالہ پیش کیا تھا۔ وہ مطلب حاصل ہو گیا" کہ اللہ تعالےٰ ظالموں کو معاف فرما دے تو اس کا فضل ہے"

شاہد دوم

(فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاؕ) سورہ النوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ پس میں نے کہا۔ اپنے رب سے بخشش مانگو۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار (مینہ) برسائیگا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی باوجود سینکڑوں برس سمجھانے کے اب بھی اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکوگے۔ اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ پچھلے سب قصور یک قلم معاف کر دے گا یعنی ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں وہ برسوں سے مبتلا تھے) دور ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالےٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا۔ جس سے کھیت اور باغ خوب سیراب ہونگے۔ غلے۔ پھل۔ میوہ کی افراط ہوگی۔ مواشی وغیرہ فربہ ہو جائیں گے۔ دودھ گھی بڑھ جائے گا۔ اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو رہی ہیں اولاد ذکور

بجننے لگیں گی۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے بھی وافر حصہ دیا جائیگا"

چھٹا دعویٰ

خلاف کرنے والوں کی دو قسمیں۔ باغی اور فاسق۔ اور ان کے شواہد

باغیوں کی تین قسمیں

منافق۔ کافر۔ مشرک۔ تینوں کیلئے نجات نہیں ہوگی

شاہد اوّل

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاؕ هِيَ حَسْبُهُمْۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌۙ)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

شاہد دوم

(لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۠) سورہ الاحزاب رکوع ۹ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ تاکہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے۔ اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ منافق۔ کافر اور مشرک کے لئے (جو انہیں حالتوں میں مبتلا ہو کر مرے) نجات نہیں ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم آمین۔

فاسقوں (یعنی ایمان سلامت ہے مگر قانون الٰہی کی عملاً مخالفت کرنے والوں) کے گناہ اکثر خود بخود معاف ہو جاتے ہیں

شاہد اوّل

(وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَۚ) سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح کا حاشیہ

"نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح۔ جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو۔ وہاں ہدایت آئے۔ اور گمراہی مٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے۔ جتنا میل۔ اتنا صابون۔

شاہد دوم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مسلم یا کہا مومن بندہ وضو کرتا ہے۔ پھر منہ دھوتا ہے۔ اس کے منہ سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جو اس نے آنکھوں سے کیا تھا۔ آپ نے پانی کے ساتھ فرمایا۔ یا آخری قطرہ پانی کے ساتھ فرمایا۔ پھر جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس کے دونوں ہاتھوں نے جو گناہ کیا تھا وہ نکل جاتا ہے۔ پانی کے ساتھ فرمایا۔ یا آخری قطرہ پانی کے ساتھ فرمایا۔ پھر جب دونوں پاؤں دھوتا ہے۔ تو ہر گناہ نکل جاتا ہے جو اس کے پاؤں نے چل کر کیا تھا۔ پانی کے ساتھ فرمایا۔ یا آخری قطرہ پانی کے ساتھ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ (مومن) گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مومن فاسق کے گناہ وضو کرنے کے باعث خود بخود معاف ہو جاتے ہیں اللھم اجعلنا منھم

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا جلسہ

اکوڑہ خٹک ۲۴ اگست۔ ۱۶ ستمبر بروز اتوار دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔

ایجنڈا ارسال کر دیا گیا ہے

مجلس ذکر

منعقدہ ۲ر صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۹ر اگست ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد —— آج کا عنوان ہے۔

صحتِ روحانی کی علامت

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔
۱- روح - ۲- جسم - دونوں کی صحت اور بیماری کے کچھ اسباب ہیں۔ اگر صحت جسمانی درست نہ ہو تو نہ اشتہا ہوتی ہے اور نہ کھانے کو دل چاہتا ہے۔ بیوی کہتی ہے کہ کھانا کھا لیجئے۔ میاں جواب دیتا ہے کہ بھوک ہی نہیں۔ اگر صحت جسمانی درست ہو اور کھانا بھی لذیذ ہو تو جوں جوں کھاتے جاتے ہیں۔ اشتہا بڑھتی جاتی ہے۔ گھر میں تو انسان کو بیوی بچوں کا بھی خیال ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت سے زیادہ نہیں کھاتا۔ تاکہ دوسرے بھوکے نہ رہیں۔ لیکن شادیوں میں لوگ زیادہ کھاتے ہیں۔ چاروں طرف سے "اور دینا جی" کی آوازیں آتی ہیں۔ دو آدمی پلاؤ کی تین بڑی پلیٹیں کھا جاتے ہیں۔ میں نے اپنے دونوں مربیوں کے ہاں دیکھا کہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت کے ہر فرد کو تو بچا تلا کھانا ملتا تھا۔ وہاں "اور لاؤ" کی آوازیں سنائی نہیں دیتیں۔

روحانیت کا بھی یہی حال ہے۔ روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد رکوع ۴ پ ۱۳)۔ (ترجمہ:- خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔) اگر روحانی صحت بحال ہے تو اللہ تعالےٰ کے ذکر سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ نماز کا وقت آیا تو طبیعت میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر دوکاندار ہے تو دوکان کا دروازہ بند کرکے یا کپڑا تان کر مسجد کی طرف چل دے گا۔ اگر ملازم ہے تو کام چھوڑ کر مسجد کی راہ لے گا۔

اگر جسمانی صحت بحال ہو اور کھانا بھی لذیذ ہو تو انسان معمول سے زیادہ کھا جاتا ہے۔ اور سیر ہونے کے بعد پیالہ بھی چاٹ لیتا ہے۔ ادھر بھی یہی حال ہے۔ اگر روحانی صحت بحال ہے۔ تو فرضوں کے بعد سنتیں اور نفل بھی پڑھیگا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا یہ وظیفہ بھی پڑھے گا۔ تین دفعہ استغفار۔ ایک دفعہ آیت الکرسی ۳۳ دفعہ سبحان اللہ - ۳۳ دفعہ الحمد للہ - ۳۴ دفعہ اللہ اکبر یا ۳۳ دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک دعا مانگے گا اور طبیعت سیر ہو جائیگی۔

جس طرح ریل کی دونوں پٹڑیاں کراچی سے لنڈی کوتل تک متوازی چلتی ہیں۔ اسی طرح جسمانیت اور روحانیت کی دونوں لائنیں متوازی چلتی ہیں۔ عقلمند انسان دونوں کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ جس طرح جسم کو غذا دیتا ہے۔ اسی طرح روح کو وقت پر ذکر الٰہی کی غذا بہم پہنچاتا ہے۔ جس طرح ادھر لوگ چاہتے ہیں کہ مرتے وقت بھی منہ میں دودھ یا شہد ڈالا جائے۔ اسی طرح ادھر بھی شریعت کہتی ہے کہ آخری دم لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوئے نکلے۔ یہ چیز قرآن کی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا دار خوب کماتے ہیں اور جو دل چاہتا ہے۔ خوب کھاتے ہیں۔ لیکن چونکہ آخرت کی فکر نہیں یہ کانے ہیں۔ ان کی دنیا کی آنکھ تو ٹھیک ہے۔ مگر آخرت کے لحاظ سے یہ نپٹ اندھے ہیں۔ ان کے مربی انگریز کا بھی یہی حال ہے۔ میں اس کی دنیوی عقل کی داد دیتا ہوں۔ وہ دنیوی لحاظ سے بڑا عقلمند۔ بڑا سمجھ دار اور بڑا معاملہ فہم ہے۔ میرے پاکستان میں انگریز کا سا دماغ رکھنے والا ایک بھی آدمی نہیں ہے۔ لیکن آخرت کے لحاظ سے وہ نپٹ اندھا ہے اللہ تعالےٰ سے اس کا تعلق درست نہیں ہے اس کے اندھا پن کی وجہ سے قیامت کے دن حضرت عیسٰی علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں مسئول ہوں گے۔

وَ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الآیہ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۶ پ ۷)۔ (ترجمہ:- اور جب اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ اے عیسٰے بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی دو خدا بنا لو۔ میں انگریز کے وقت یہ سب کچھ کہا کرتا تھا اور مجھے اس وقت یقین تھا کہ جو میں کہتا ہوں وہ سب کچھ اس کو پہنچتا ہے۔ ایک دفعہ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے نے۔ جنہوں نے سارا قرآن مجید اس مسجد میں مجھ سے پڑھا ہے۔ اسٹیشن پر میاں عبدالعزیز صاحب ڈی آئی جی - سی آئی ڈی سے میرا تعارف کرایا۔ ان کو یہ علم نہ تھا کہ میں میاں صاحب سے واقف ہوں۔ جب پہلی عالمگیر جنگ کے دوران مقدمہ سازش میں گرفتار ہوا تو ان کے سامنے کئی دفعہ مجھے پیش کیا گیا۔ چوہدری فتح محمد صاحب کے تعارف کرانے کے بعد میاں صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب کچھ ہمیں پہنچتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں یہ سمجھ کر کہتا ہوں کہ آپ کو پہنچتا ہے قرآن مجید پڑھنے سے آنکھیں کھلتی ہیں تو انسان آخرت کی فکر کرتا ہے۔ میں جرأت سے تب بھی کہتا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ جو قرآن مجید کا اتباع نہیں کرتے۔ وہ آخرت کے لحاظ سے نپٹ اندھے ہیں۔

ذکر الٰہی کا اصل محل تو دل ہے۔ زبان تو اس کا اظہار کرتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا (سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵) (ترجمہ: اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد

سے غافل کر دیا ہے ۔)

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو روح اور جسم دونوں کے پروگراموں کو ساتھ ساتھ نباہنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بعض صحابہ کرام کو جب حضورؐ کے اندرون خانہ کے مشاغل کا علم ہوا ۔ تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم بھی دن کو روزہ رکھا کریں گے اور رات کو شب بیدار رہا کریں گے۔ حضورؐ کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ نے ان کو اس پروگرام پر عمل کرنے سے روک دیا ۔ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو ۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّى اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّىْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّىْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِىْ فَلَيْسَ مِنِّىْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال دریافت کریں ۔ جب ان لوگوں کو آپ کی عبادت کا حال بتلایا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو کم خیال کر کے آپس میں کہا ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہم کیا چیز ہیں ۔ خدا نے تو ان کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں (یہ سن کر ان میں سے) ایک نے کہا۔ میں اب ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کرونگا دوسرے نے کہا اور میں دن کو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا ۔ اور کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا۔ میں عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہ کروں گا ۔ (آپس میں یہی باتیں ہو رہی تھیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا۔ کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں۔ باایں ہمہ روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (یہی میرا طریقہ ہے) پس جو شخص میرے طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (یعنی جس نے میرے طریقہ کو پسند نہیں کیا وہ میری جماعت سے خارج ہے ۔ (بخاری ومسلم)

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ ہم جسمانیت کو فنا کر دیں ۔ بلکہ وہ روحانیت اور جسمانیت دونوں کے پروگراموں کو نبھانے کی تلقین کرتا ہے ۔ اسلام کا ترجمان قرآنمجید ہے ۔ اور قرآن مجید (۱) تمام ذوی الحقوق کی فہرست بتلاتا ہے ——— (۲) ان کے نمبر بتلاتا ہے ——— (۳) ——— ہر ایک کے حقوق کے ادا کرنے کا طریقہ بتلاتا ہے ۔ جن کے حقوق ہمارے ذمہ ہیں ۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان سب کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے ۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں ۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو آباد رکھے ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ جسمانیت کے ساتھ ساتھ روحانیت کے پروگرام کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائیے ۔ اس پروگرام پر معمولی سے معمولی عقل والا انسان بھی آسانی سے چل سکتا ہے ۔ جس طرح ادھر پیٹ نہیں بھرتا ۔ ہر شخص هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کہتا ہوا سنائی دیتا ہے ۔ ادھر بھی یہی ہونا چاہیئے ۔ لیکن افسوس ہے ۔ کہ لاکھوں مسلمان ایک ہی لائن پر جا رہے ہیں ۔ آپ کے محلہ میں ایسے لوگ ہوں گے ۔ جن کو نہ خدا یاد ہے اور نہ شریعت کا لحاظ ہے ۔ ان کے پیش نظر دنیا ہی دنیا ہے ۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو خوش نصیب بنائیے ۔ آمین یا الٰہ العالمین

میں بھی پاک نہیں ہوں ۔ آپ میرے لیے دعا کریں میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو دونوں پروگرام نبھانے کی توفیق عطا فرمائیے ۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

ضروری اعلان

میں اپنی عدیم الفرصتی اور بیماری کی وجہ سے روزانہ آنے والے بےشمار خطوط دیکھنے سے معذور ہوں ۔ اس لئے احباب سے درخواست ہے ۔ کہ وہ مجھے خط (خصوصاً طویل) نہ لکھا کریں ۔ اگر کسی وجہ سے مجھے خط لکھنا ضروری ہو تو تین چار سطروں سے زیادہ نہ لکھیں ۔ تاکہ اگر ممکن ہو ۔ تو میں پڑھ کر جواب لکھ سکوں ۔

(حضرت مولٰینا) احمد علی امیر انجمن خدام الدین
شیرانوالہ دروازہ لاہور

ضروری اعلان

بستی مومن موضع مڈ الیاس متصل خانپور ضلع رحیم یار خاں بہاولپور ڈویژن میں جمعیتہ علمائے اسلام مغربی پاکستان کا ایک عظیم الشان جلسہ ۔ مورخہ ۷ر ۸ر ۹ر ستمبر بروز ہفتہ ۔ اتوار اور پیر ہونا مشتہر ہو چکا ہے اور تمام ابتدائی انتظامات بھی مکمل ہو چکے ہیں مگر افسوس ہے کہ حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے جلسہ مذکور رد کر دیا ہے اور بہانہ یہ بنایا ہے ۔ کہ بہاولپور ڈویژن میں شیعہ سنی متصادم ہیں ۔ حالانکہ ضلع رحیم یار خاں میں کوئی تصادم نہیں ہوا ۔ اور باوجود دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے شیعہ حضرات اپنی مجالس عزا خانپور میں منعقد کر رہے ہیں ۔

"مدیر"

نہ پوچھئے

(از جناب عبد الرحیم صاحب جاوید - الہ آبادی پاکستان)

کتنی ہے تیز گردشِ دوراں نہ پوچھئے
باطل کے خوفناک یہ طوفاں نہ پوچھئے

جور و ستم سے ہیں بہت گریاں نہ پوچھئے
دُنیا میں آج حالِ غریباں نہ پوچھئے

ہے کفر آج شعلہ بداماں نہ پوچھئے
دل میں ہے سرد جذبۂ ایماں نہ پوچھئے

اک سیلِ حادثات نے گھیرا ہوا ہے آج
اور اس سے ہم ہیں دست و گریباں نہ پوچھئے

سرمایہ دار آج بھی مصروفِ عیش ہیں
ارزاں ہوا ہے خونِ غریباں نہ پوچھئے

ایجاد ہو رہے ہیں تباہ کار بم بہت
بربادیٔ جہان کا ساماں نہ پوچھئے

میخواری و فریب و دغا رشوت و زنا
کیا کر رہا ہے آج مسلماں نہ پوچھئے

اے اہلِ دیں اب آپ کے حسنِ سلوک سے
محوِ فغاں ہوا ہے یہ قرآں نہ پوچھئے

تہذیبِ مغربی کے اصولوں پہ مر مٹے
دینِ فرنگ پر ہوتے قرباں نہ پوچھئے

اُمّت کو فاحشات میں مشغول کر دیا
کیا کر رہے ہیں آج سخنداں نہ پوچھئے

سرسبز جو کہ چشمۂ نورِ ہدیٰ سے تھا
تاراج ہے وُہ آج گلستاں نہ پوچھئے

جاوید پھونک دیں نہ کہیں قصرِ اہلِ زر
اب شعلہ ہائے سینۂ سوزاں نہ پوچھئے

از جناب مولانا
احمد حسن رضا لکھنوی

شہادت کی حقیقت

گذشتہ سے پیوستہ

قوائے مختلفہ کا حامل ہونیکی وجہ سے انسان حمل امانت کا مکلف بنایا گیا۔

(اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا) سورہ الاحزاب رکوع ۹

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی۔ لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا۔ اور اس سے ڈرے اور انسان نے اسے اٹھالیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل ہے۔

یعنی وہ صاحب ارادہ و اختیار ہونے کے سبب سے ظلم و جہل کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے اوامر و نواہی کا مخاطب قرار دیا گیا۔ اور دوسری مخلوقات اس کی اہل نہیں سمجھی گئیں۔

انسان اپنے علم کی بنا پہ بھی ملائکہ سے افضل ہے۔ (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط)

سورہ الزمر رکوع ۱

کیا اہل علم اور بے علم برابر ہوتے ہیں؟

اللہ تعالے نے انسان میں ہر قسم کا علم حاصل کرنے کا ملکہ پیدا کیا۔ (عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ كُلَّهَا) سورہ البقرہ رکوع ۴۔ اس نے آدم کو سب نام سکھائے ملائکہ اس سے محروم ہیں اور ان کو انسان کے مقابلہ میں شکست کا اعتراف کرنا پڑا۔ (فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَاۤءِ هٰۤؤُلَاۤءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝) اللہ تعالے نے فرمایا اگر تم اپنے استحقاق کے دعوے میں سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ اُنہوں نے اپنے علم کی کمی کا اقرار کیا۔ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط تو نے ہم کو جو کچھ بتایا ہے۔ اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے۔ انسان کو حکم ہوا۔ يٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۤئِهِمْ اے آدم ان ملائکہ کو یہ نام بتاؤ۔ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۤئِهِمْ۔ اس نے ان کو یہ نام بتا دیئے۔ چنانچہ اس امتحان کے بعد قرعۂ فال انسان کے نام پڑا۔ اور ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ اسے سجدہ کرو۔ یعنی اس کی اطاعت اور خدمت کرو . . . .

. . . . . . غرض جمادات۔ نباتات اور حیوانات کی طرح ملائکہ بھی انسان کے خادم اور اس سے ادنیٰ ہیں۔ لہٰذا انسان کی منزل مقصود صرف ذات الٰہی رہ جاتی ہے۔ جس کی طرف دوڑنے کا حکم اسے دیا گیا ہے۔ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ (سورہ الذاریات رکوع ۳) بس اللہ کی طرف دوڑو اور پیچھے نہ ہٹو۔ اور نیچے نہ گرو۔ جو انسان حیوانات کی پرستش کرتا ہے۔ وہ اپنے مقام سے ایک درجہ گرتا ہے۔ جو نباتات کی بندگی کرتا ہے وہ اپنے مرتبہ سے دو درجہ گرتا ہے۔ اور جو جمادات کو پوجتا ہے وہ اپنے منصب سے تین درجہ گرتا ہے۔ ملائکہ کی عبادت کرنے والا بھی اپنے ساجد کو مسجود بناتا ہے۔ ایسے انسان پرلے درجہ کے احمق ہیں اور "اسفل سافلین" بن کر اشرف المخلوقات کہلانے کے مستحق نہیں رہتے۔ ان الشرک لظلم عظیم (سورہ لقمان رکوع ۲) بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے۔ اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ کہ آدمی متبوع اور مخدوم ہو کر اپنے تابعین اور خدام کا تابع اور خادم بن جائے۔ اور اپنے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے سر جھکائے۔ در اصل ایسا انسان اپنے موقف سے ناواقف ہے۔ اگر وہ اپنی حیثیت کو پہچانتا تو اپنے سے ادنےٰ طبقوں کی طرف مائل ہونے کی بجائے اپنے سے اعلےٰ یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا۔ وہ اپنے مرتبہ سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوقات کو معبود بناتا ہے اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" جو اپنے آپ کو پہچانتا ہے وہی اپنے رب کو پہچانتا ہے۔

انسان اپنے آپ کو شناخت نہ کرکے اپنے رب سے غافل تھا اور شخصیت پرستی۔ نسل پرستی۔ نفس پرستی بادشاہ پرستی۔ ملائکہ پرستی۔ حیوان پرستی۔ بت پرستی وغیرہ میں مبتلا ہو کر اور کائنات کی ہر شے کے سامنے جھک کر ذلیل ہو رہا تھا۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ اسے اس کی حیثیت سے آگاہ کیا۔ اور فرمایا کہ اے انسان تو اشرف المخلوقات ہے تو مخلوقات کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تمام مخلوقات تیرے لئے ہے۔ اور تو صرف اللہ کے لئے ہے۔ اس لئے تنزل کی بجائے ترقی کر اور ہر باطل پرستی کو ترک کرکے اپنی منزل مقصود یعنی اپنے رب کی طرف راغب ہو (الی ربک فارغب) ففروا الی اللہ۔ ان الدنیا خلقت لکم و انکم خلقتم للآخرۃ (بیشک دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی۔ اور بے شک تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے۔ اپنے سے نیچے نہ دیکھ۔ لا تجعلوا مع اللہ الٰہا آخر (اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ) تخلقوا باخلاق اللہ۔ اتصفوا بصفات اللہ۔ (اللہ تعالےٰ کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرو) تیرا نصب العین صرف اللہ ہو۔ تیرا ہر کام یہاں تک کہ مرنا بھی اسی کے لئے ہو۔

(اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

(سورہ الانعام رکوع ۲۰)

بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

راہ خدا میں مرنا بہترین موت ہے۔ اشرف الموت قتل الشہداء (حدیث) شہیدوں کا قتل ہونا بہترین موت ہے۔ ایسے مقتولین بظاہر مر جاتے ہیں۔ لیکن درحقیقت ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔

(وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاۤءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ)

سورہ البقرہ رکوع ۱۹

جو کوئی راہ خدا میں مارا جاتا ہے تو ایسے مارے جانے والوں کو تم مردے نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو۔

اسلام نے اپنے متبعین میں شہادت اور قربانی کا بے پناہ جذبہ پیدا کیا۔ جس میں اس کی حیرت انگیز اور غیر معمولی ترقی اور اشاعت کا راز مضمر ہے۔ جو قوم مرنا جانتی ہے وہی زندہ رہا کرتی

ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نصب العین کے لئے جان پر کھیل جاتی ہے۔ لیکن جو قوم قربانی سے اعراض کرتی ہے وہ بزدل ہوکر مغلوب اور ہلاک ہو جاتی ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے آیت

"اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ ط

سورہ التوبہ رکوع ۱۴

(ترجمہ - بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنّت کے عوض میں خرید لیا ہے-) کے بموجب اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ کی ملکیت اور امانت سمجھ کر بڑی سے بڑی جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ دین کے لئے جان کا مطالبہ کیا گیا۔ تو جان پیش کر دی۔ اور مال مانگا گیا۔ تو مال حاضر کر دیا۔ ان کی پوری زندگیاں آیت مندرجہ بالا کی عملی تفسیر تھیں۔ اُنہوں نے شجرِ اسلام کو اپنے خون سے سینچ کر سدا بہار بنا دیا۔ کائنات کے مشاہدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک ایک چیز قربان نہ ہو دوسری چیز وجود میں نہیں آتی۔ جب دانہ خاک میں ملتا ہے تو درخت پیدا ہوتا ہے۔ شمع پگھل کر فضا کو روشن کرتی ہے۔ سمندر میں ایک جزیرہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا جزیرہ اُبھرتا ہے۔ اگر صحابہ کرامؓ شمعِ اسلام پر پروانہ وار نثار نہ ہوتے تو کفار کی پھونکیں اسے گل کر دیتیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دوسری قومیں مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکا کھانے کی رکابی پر گرا کرتا ہے۔ صحابہؓ اپنی ایمانی قوّت کی بدولت دُنیا پر بھاری تھے۔ اور بڑے سے بڑے خطرہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کی مغلوبیت کا تصوّر بھی نہ کر سکتے تھے۔ اُنہوں نے تعجب سے پُوچھا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری تعداد بہت ہوگی لیکن تم میں "وہن" پیدا ہو جائے گا۔ یعنی دُنیا کی محبت اور موت کا خوف۔ یعنی مسلمان دین سے زیادہ دُنیا کو چاہیں گے اور دین کے لئے قربانی سے روگردانی کریں گے۔ جس سے وہ کمزور ہوکر زیر ہو جائیں گے۔

قرآن میں اہلِ حق کی مظلومیت اور اس کے باوجود ان کے ثبات و استقامت کے نتیجہ میں ان کی شاندار کامیابی کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

(وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَہٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ ج فَمَا وَھَنُوْا لِمَآ اَصَابَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَکَانُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ o وَمَا کَانَ قَوْلَھُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ o فَاٰتٰھُمُ اللّٰہُ ثَوَابَ الدُّنْیَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَۃِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o ع سورہ آل عمران رکوع ۱۵

بہت سے نبیوں اور اُن کے ساتھ بہت سے اللہ والوں نے قتال کیا اور راہ خدا میں ان پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں ان کی وجہ سے انہوں نے ہمّت نہ ہاری اور وہ ضعیف اور عاجز نہ ہوئے۔ اور اللہ مستقل مزاج لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اور ان کی دعا صرف یہ تھی کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں اور زیادتیوں کو معاف کر . . . . . . اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ چنانچہ اللہ نے ان کو دُنیا اور آخرت میں اچھّا اجر دیا۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ بھی انہی آیات کے مصداق تھے۔ وہ سخت ترین آزمائشوں کی تمام منزلوں سے گزارے گئے۔ ان کو ہر قسم کے روحانی اور جسمانی آزار پہنچائے گئے۔ مجروح کیا گیا۔ سینوں پر گرم پتھر رکھے گئے۔ زد و کوب کیا گیا اور بہتوں کو جامِ شہادت پلایا گیا۔ لیکن وہ شکستہ دل پست ہمت اور مرعوب نہ ہوئے۔ اور ابتلا کی ان منزلوں کو طے کر کے ان کو وہ شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ کعبہ بتوں کی نجاست سے پاک ہو کر توحیدِ الٰہی کا مرکز بن گیا اور سارا ملکِ عرب آفتاب اسلام کی ضیا باری سے منوّر ہو گیا۔ خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں اسلام کا سیلاب ایشیا اور افریقہ کے ایک بڑے حصّہ پر چھا گیا۔

اس کے بعد محرم ۶۱ھ میں کربلا کا وہ دردناک سانحہ رونما ہُوا۔ جس میں امام حسینؓ اور آپ کے مٹھی بھر رفقا نے زمانہ کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکرا کر وہ قربانی کی جس کی یاد آج تک مسلمان کے ایمان کو تازہ اور دل کو شوقِ شہادت سے معمور کرتی ہے

امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یقین تھا کہ وہ اور ان کے ہمراہی جن میں بوڑھے اور بچّے بھی شامل تھے۔ غنیم کے لشکرِ عظیم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور موت کے مُنہ میں ہیں۔ صرف بیعت کرنے سے ان سب کی جانیں بچ سکتی تھیں۔ اور تمام تکالیف سے نجات مل سکتی تھی۔ مگر آپ اصول کے لئے لڑ رہے تھے۔ جس میں آپ نے لچک گوارا نہ کی اور باطل سے سمجھوتہ نہ کیا۔ آپ نے جان قربان کر دی۔ لیکن اصول کو مصلحت پر قربان کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے بربادی کو دعوت دی۔ داعئ اجل کو لبیک کہا۔ لیکن جسم کو بچانے کے لئے روح کو تباہ نہ کیا۔ اور ضمیر فروشی نہ کی۔ کوفیوں نے اپنے زعم میں آپ کا استیصال کر دیا لیکن درحقیقت آپ کو زندۂ جاوید بنا دیا۔

میدانِ کربلا میں آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا

" اگر تم کسی ایسے حاکم کو دیکھو جو مخلوق پر ظلم کرتا ہو۔ قوانین الٰہیہ کو رد کرتا ہو۔ خُدا اور انسان کے درمیان جو عہد و پیمان ہے اُس کی خلاف ورزی کرتا ہو۔ اللہ اور رسولؐ کے طریقہ کے خلاف حکومت کرتا ہو تو تمہارا فرض ہے کہ اس کی مخالفت میں کمربستہ ہو جاؤ۔ اگر عملی مخالفت نہ کر سکو تو زبانی مخالفت کرو۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسے حاکم کو دیکھے اور پھر بھی نہ عمل سے مخالفت کرے اور نہ قول سے تو یاد رکھو کہ اس کا انجام خراب ہوگا۔ یہ لوگ خدا کے باغی اور شیطان کے حامی ہیں۔ فساد برپا ہے۔ خدا کا قانون معطّل ہے۔ عوام کی دولت میں ناجائز تصرف کیا جا رہا ہے۔ حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی جا رہی ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ زمانہ کا رنگ بدل گیا ہے۔ ہر ایک نے مُنہ پھیر لیا ہے۔ دُنیا نیکی سے خالی اور بدی سے بھر گئی ہے۔ حق اور انصاف کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ ظالم کو ظلم سے باز رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ ظالم کے ساتھ زندہ رہنا جرم ہے۔ ذلّت کی زندگی سے عزّت کی موت بہتر ہے۔ مَیں شہادت کی موت کی تمنّا کرتا ہوں۔

باقی صفحہ ۱۵ پر

معارف الحدیث

از جناب محمد منظور صاحب نعمانی

ریا ایک درجہ کا شرک اور ایک قسم کا نفاق ہے

اخلاص و للہیت (یعنی ہر نیک عمل کا اللہ کی رضا اور رحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان و توحید کا تقاضا اور عمل کی جان ہے اسی طرح ریاء و سمعۃ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دنیا میں شہرت اور ناموری کے لئے نیک عمل کرنا ایمان و توحید کے منافی، اور ایک قسم کا شرک ہے۔

عن شداد ابن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلّی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک ——— (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے کہ، جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا۔ اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ خیرات کیا اُس نے شرک کیا ——— (مسند احمد)

(تشریح) حقیقی شرک تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات یا اس کے افعال اور اس کے خاص حقوق میں کسی دوسرے کو شریک کیا جائے۔ یا اللہ کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کی جائے، یہ وہ "شرک حقیقی" اور "شرک جلی" اور "شرک اکبر" ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں اعلان فرمایا گیا! اور ہم مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اس کا کرنے والا ہرگز ہرگز نہیں بخشا جائے گا ——— لیکن بعض اعمال و اخلاق ایسے بھی ہیں جو اگرچہ اس معنیٰ میں، شرک نہیں ہیں لیکن ان میں شرک کا تھوڑا بہت شائبہ ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اللہ کی عبادت یا کوئی اور نیک کام اللہ کی رضاجوئی اور اس کی رحمت طلبی کے بجائے لوگوں کو دکھاوے کے لئے کرے، یعنی اس غرض سے کرے کہ لوگ اس کو عبادت گزار اور نیکوکار سمجھیں اور اس کے معتقد ہو جائیں۔ اس کو ریا کہا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ حقیقی شرک نہیں ہے لیکن ایک درجہ کا شرک اور ایک قسم کا نفاق اور سخت درجہ کا گناہ ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اس کو "شرک خفی" اور ایک اور حدیث میں "شرک اصغر" کہا گیا ہے۔ (یہ دونوں حدیثیں آگے درج کی جا رہی ہیں)

واضح رہے کہ اس حدیث میں نماز، روزہ، اور صدقہ خیرات کا ذکر صرف مثال کے طور پر کیا گیا ہے۔ ورنہ ان کے علاوہ بھی جو نیک عمل لوگوں کے دکھاوے کے لئے ان کی نظروں میں معزز و محترم بننے کے لئے یا ان سے کوئی دنیوی فائدہ اُٹھانے کے لئے کیا جائے گا۔ وہ بھی ایک درجہ کا شرک ہو گا۔ اور اس کا کرنے والا بجائے ثواب کے خدا کے سخت عذاب کا مستحق ہو گا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ اَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ ——— (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرۂ مبارک سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے، اُس وقت ہم لوگ آپس میں مسیح و دجال کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے، تو آپنے ہم سے فرمایا کیا میں تم کو وہ چیزیں بتاؤں جو میرے نزدیک، تمہارے لئے دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ہم نے عرض کیا حضور ضرور بتلائیں وہ کیا چیز ہے! آپ نے فرمایا وہ شرک خفی ہے (جس کی ایک مثال یہ ہے) کہ آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو پھر اپنی نماز کو اس لئے لمبا کر دے کہ کوئی آدمی اس کو نماز پڑھتا دیکھ رہا ہے۔ ——— (سنن ابن ماجہ)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب غالباً یہ تھا کہ دجال جس کھلے شرک و کفر کی دعوت دے گا اور جس کے لئے وہ لوگوں کو مجبور کرے گا۔ مجھے اس کا زیادہ خطرہ نہیں ہے کہ میرا کوئی سچا اُمتی اس کی بات ماننے کے لئے آمادہ ہو گا، لیکن مجھے اس کا خطرہ ضرور ہے کہ شیطان تم کو ایسے شرک میں مبتلا نہ کر دے جو بالکل کھلا ہوا شرک نہ ہو بلکہ خفی قسم کا شرک ہو۔ جس کی مثال آپ نے یہ دی کہ نماز اس لئے لمبی اور بہتر پڑھی جائے کہ دیکھنے والے معتقد ہو جائیں۔

سنن ابن ماجہ ہی کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی امت کے شرک میں مبتلا ہونے کا خطرہ ظاہر فرمایا تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ایسا ہو گا کہ آپ کے بعد آپ کی امت شرک میں مبتلا ہو جائے؟ آپ نے فرمایا یہ تو اطمینان ہے کہ میرے اُمتی چاند سورج کو اور پتھروں اور بتوں کو نہیں پوجیں گے۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے اور ہو گا کہ ریا کے شرک میں وہ مبتلا ہوں۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ "شرک اصغر" کا ہے، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ "شرک اصغر" کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ریا۔ (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کو دکھاوے کے لئے کرنا) ——— (مسند احمد)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کا اصل مقصد و منشا اپنے اُمتیوں کو اس خطرہ سے خبردار کرنا ہے، تاکہ وہ ہوشیار رہیں اور اس خفی قسم کے شرک سے بھی اپنے دلوں کی حفاظت کرتے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ شیطان ان کو اس خفی قسم کے شرک میں مبتلا کر کے تباہ کر دے۔

جس عمل میں شرک کی ذرا بھی آمیزش ہو گی وہ قبول نہ ہو گا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ ——— وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ ——— (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ میں شرک اور شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی جس طرح اور شرکاء شرکت پر راضی ہو جاتے ہیں اور اپنے ساتھ کسی کی شرکت منظور

کر لیتے ہیں اس طرح میں راضی نہیں ہوتا۔ اور کسی کی ادنیٰ شرکت گوارا نہیں کر سکتا، ہر قسم کی شرکت سے بالکل بے نیاز اور بالکل بیزار ہوں) پس جو شخص کوئی عمل (عبادت وغیرہ) کرے جس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرے (یعنی اس سے اس کی غرض میری رضا اور رحمت کے علاوہ کسی اور سے بھی کچھ حاصل کرنا یا اس کو معتقد بنانا ہو) تو میں اس کو اور اس کے شرک کو دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں — اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے بیزار اور بے تعلق ہوں، وہ عمل (میرے لئے بالکل نہیں بلکہ) صرف اسی دوسرے کے لئے ہے جس کے لئے اس نے کیا (یعنی جس کو اس نے شریک کیا) —— (صحیح مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَمَعَ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ —— (رواہ احمد)

ترجمہ: ابو سعید بن ابی فضالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، سب آدمیوں (اولین و آخرین) کو جمع کرے گا تو ایک منادی یہ اعلان کرے گا جس شخص نے اپنے کسی ایسے عمل میں جو اس نے اللہ کے لئے کیا کسی اور کو بھی شریک کیا تھا، وہ اس کا ثواب اسی دوسرے سے جا کر طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب شرکاء سے زیادہ بے نیاز ہے —— (مسند احمد)

(تشریح) دونوں حدیثوں کا حاصل اور پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اس نیک عمل کو قبول کرتا ہے اور اسی پر ثواب دے گا جو اخلاص کی کیفیت کے ساتھ صرف اس کی رضا اور رحمت کی طلب میں کیا گیا ہو۔ اور اس کے سوا کسی اور کو بھی اس میں شریک نہ کیا گیا ہو۔ اور اس کے برخلاف جس عمل سے اللہ کے سوا کسی اور کی بھی خوشنودی یا اس سے کسی قسم کی نفع اندوزی مطلوب و مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بالکل قبول نہ کرے گا۔ وہ نہایت بے نیاز اور شرک کی لگاوٹ سے بیزار ہے۔

یہ انجام تو ان اعمال کا ہے جو اللہ کے لئے کئے جائیں لیکن نیت میں پورا خلوص نہ ہو، بلکہ کسی طور پر اللہ کے سوا کسی اور کی بھی لگاوٹ ہو۔ لیکن جو "نیک اعمال" محض ریاکارانہ طور پر کئے جائیں، جن سے صرف نام و نمود، دکھاؤ اور شہرت اور لوگوں سے خراج عقیدت وصول کرنا ہی مقصود ہو، تو وہ نہ صرف یہ کہ مردود قرار دے کر ان عمل کرنے والوں کے منہ پر مار دیے جائیں گے، بلکہ ریاکار اپنے ان ہی اعمال کی وجہ سے جہنم میں بھی ڈالے جائیں گے۔

ریاکاروں کو فضیحت اور رسوائی کی سزا

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ —— (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے یا شہرت دینے کے لئے کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو شہرت دے گا، اور جو کوئی دکھاوے کے لئے کوئی نیک عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھا دے گا —— (صحیح بخاری و مسلم)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ دکھاوے اور شہرت کی غرض سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایک سزا ان کے عمل کی مناسبت سے یہ بھی دی جائے گی کہ ان کی اس ریاکاری اور منافقت کو خوب مشہور کیا جائے گا۔ اور سب کو مشاہدہ کرا دیا جائے گا کہ یہ بدبخت لوگ یہ نیک اعمال اللہ کے لئے نہیں کرتے تھے بلکہ نام و نمود اور دکھاوے اور شہرت کے لئے کیا کرتے تھے۔ الغرض جہنم کے عذاب سے پہلے ان کو ایک سزا یہ ملے گی کہ سرِ محشر ان کی ریاکاری اور منافقت کا پردہ چاک کر کے سب کو ان کی بد باطنی دکھائی جائے گی۔ اللّٰھم احفظنا!

دین کے نام پر دنیا کمانے والے ریاکاروں کو سخت تنبیہ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ يَقُولُ اللهُ أَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُونَ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ فِيهِمْ حَيْرَانَ —— (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے۔ جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے۔ لوگوں پر اپنی درویشی اور مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے۔ (ان کے بارہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکا کھا رہے ہیں۔ یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرأت کر رہے ہیں۔ پس مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہی میں سے ایسا فتنہ کھڑا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کے چھوڑے گا —— (جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریاکاری کی یہ خاص قسم کہ عابدوں زاہدوں کی صورت بنا کر اور اپنے اندرونی حال کے بالکل برعکس خاصانِ خدا کی سی نرم و شیریں باتیں کر کر کے اللہ کے سادہ لوح بندوں کو اپنی عقیدت کے جال میں پھانسا جائے اور ان سے دنیا کمائی جائے، بدترین قسم کی ریاکاری ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں بھی سخت فتنوں میں مبتلا کئے جائیں گے۔

ریاکار عابدوں اور عالموں کو سخت ترین عذاب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاؤُونَ بِأَعْمَالِهِمْ —— (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ "جُبُّ الحُزن" (غم کے کنوئیں یعنی غم کے خندق) سے پناہ مانگا کرو۔ بعض صحابہ نے عرض کیا حضرت جُبُّ الحُزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی یا خندق ہے۔ (جس کا حال اتنا بُرا ہے کہ) خود جہنم ہر دن میں چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں کون لوگ جائیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ بڑے عبادت گزار، اور زیادہ قرآن پڑھنے والے جو دوسروں کو دکھانے کے لئے اچھے اعمال کرتے ہیں —— (جامع ترمذی)

(تشریح) جہنم کے اس خندق "جُبُّ الحزن" میں ڈالے جانے والوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "القُرّاء" کا لفظ بولا ہے۔ اس کے معنی زیادہ عبادت کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں، اور قرآن کے علم اور قرآن پڑھنے میں خصوصیت اور امتیاز رکھنے والے کے بھی ہو سکتے ہیں — پس حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جہنم

کے اس خاص کنوئیں یا خندق میں وہ لوگ جھونکے جائیں گے جو بظاہر اعلیٰ درجہ کے دیندار، علم قرآن کے سرمایا دار اور بڑے عبادت گزار ہونگے، لیکن حقیقت میں اور باطن کے لحاظ سے ان کی یہ ساری دینداری اور عبادت گذاری ریا کارانہ ہوگی۔

قیامت کے دن دوزخ میں ڈالے جانے کا پہلا فیصلہ ریا کار عالم و عابد ریا کار مجاہد و شہید اور ریا کار سخی کے بارہ میں کیا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِیْكَ حَتّٰی اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِیْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِیْكَ الْقُرْاٰنَ، قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِیُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُّنْفَقَ فِیْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ بِهٖ عَلٰی وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ ——— (رواہ مسلم)

ترجمہ:— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے پہلا شخص جس کے خلاف قیامت کے دن (دوزخ میں ڈالے جانے کا) فیصلہ عدالتِ خداوندی کی طرف سے کیا جائے گا۔ ایک ایسا آدمی ہوگا جو (میدان جہاد میں) شہید کیا گیا ہوگا۔ یہ شخص خدا کے سامنے لایا جائے گا۔ پھر خداوند تعالےٰ اس کو بتائے گا کہ میں نے تجھے کیا کیا نعمتیں دی تھیں، وہ اللہ کی دی ہوئی سب نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ اس سے پوچھے گا، بتا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ (اور کن مقاصد کے لیئے ان کو استعمال کیا) وہ کہے گا (میں نے آخری عمل یہ کیا ہے) کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا (اور اس طرح میں نے سب سے عزیز اور قیمتی چیز اپنی جان بھی تیری راہ میں قربان کر دی) اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے تو جہاد میں حصہ اس لیئے اور اس نیت سے لیا تھا کہ بہادری کے چرچے ہوں سو (تیرا یہ مقصد حاصل ہو چکا اور دنیا میں) تیری بہادری کے چرچے ہو لئے۔ پھر اس کے لئے خدا کی حکم ہوگا اور وہ اوندھے منہ گھسیٹ کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ——— اور اسی کے ساتھ ایک دوسرا شخص ہوگا جس نے علم دین حاصل کیا ہوگا اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی دی ہوگی اور قرآن بھی خوب پڑھا ہوگا۔ اس کو بھی خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالےٰ اس کو بھی اپنی بخشی ہوئی نعمتیں بتائے گا، وہ سب کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ اس سے پوچھے گا۔ بتا تو نے میری ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ (اور ان کو کن مقاصد کے لیئے استعمال کیا۔) وہ کہے گا خداوندا میں نے آپ کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور آپ ہی کی رضا کے لیئے آپ کی کتاب پاک قرآن میں مشغول رہا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو نے یہ بات جھوٹ کہی، تو نے تو علم دین اس لیئے حاصل کیا تھا اور قرآن تو اس لیئے پڑھتا تھا کہ تجھ کو عالم و قاری اور عابد کہا جائے سو (تیرا یہ مقصد تجھے حاصل ہو چکا اور دنیا میں) تیرے عالم و عابد اور قاری ہونے کا چرچا خوب ہو لیا۔ پھر اُس کے لیئے بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہوگا اور وہ اوندھے منہ گھسیٹ کے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ اور اسی کے ساتھ ایک تیسرا شخص ہوگا جسکو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں بھرپور دولت دی ہوگی۔ اور ہر طرح کا مال اس کو عطا فرمایا ہوگا۔ وہ بھی خدا کے، سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو بھی اپنی نعمتیں بتلائے گا (کہ میں نے دنیا میں تجھے یہ یہ نعمتیں دی تھیں) وہ سب کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے بھی پوچھے گا کہ تو نے میری ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ (اور کن مقاصد میں ان کو استعمال کیا) وہ عرض کرے گا، خداوندا جس جس راستہ میں اور جن جن کاموں میں خرچ کرنا پسند ہے میں نے تیرا دیا ہوا مال اُن سب ہی میں خرچ کیا ہے۔ اور صرف تیری رضاجوئی کے لئے خرچ کیا ہے، اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو نے یہ جھوٹ کہا درحقیقت یہ سب کچھ تو نے اس لیئے کیا تھا کہ دنیا میں تو سخی مشہور ہو (اور تیری فیاضی اور دادودہش کے چرچے ہوں، سو (تیرا یہ مقصد تجھے حاصل ہو گیا اور دنیا میں) تیری فیاضی اور دادودہش کے چرچے ہو لئے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیئے بھی حکم ہوگا اور وہ بھی اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ——— (صحیح مسلم)

(**تشریح**) العظمۃ للہ! کس قدر لرزا دینے والی ہے یہ حدیث، اسی کی بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، اس حدیث کو بیان کرتے وقت کبھی کبھی بیہوش ہو جاتے تھے ——— اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی گئی تو وہ بہت روئے اور روتے روتے بے حال ہو گئے۔ اس حدیث میں جن تین اعمال کا ذکر یعنی علم دین کی تحصیل و تعلیم، قرآن مجید میں مشغولیت اور راہِ خدا میں جانی اور مالی قربانی۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں اعلیٰ درجہ کے اعمال صالح میں سے ہیں اور اگر اخلاص کے ساتھ یہ عمل ہوں تو پھر ان کا صلہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے اعلیٰ درجات ہیں۔ لیکن یہی اعمال جب دکھاوے اور شہرت کے لیئے یا اسی قسم کے دوسرے دنیوی مقاصد کے لئے کیئے جائیں تو اللہ کے نزدیک یہ اس درجہ کے گناہ ہیں کہ دوسرے سب گنہگاروں (چوروں ڈاکوؤں اور زناکاروں) سے بھی پہلے جہنم کا فیصلہ ان ہی کے لیئے کیا جائے گا اور یہی سب سے پہلے جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا! وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

ماخوذ از ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

بقیہ شہادت کی حقیقت۔ صفحہ ۱۲ سے آگے

امام حسین رضؓ نے حق کے لیئے سر دے دیا اور جس چیز کو باطل سمجھتے تھے اس کے سامنے سر جھکانا منظور نہ کیا۔

آج امام حسین رضؓ اور آپ کے رفقا کی شہادت کی یادگار ایک بے جان رسم کے طور پر منائی جاتی ہے۔ جسے اسوۂ حسینی سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ آپ کے فضائل و مصائب بیان کیئے۔ اور سُنے جاتے ہیں۔ لیکن آپ کے اوصافِ حسنہ سے متصف ہونے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اسلام اور حسین رضؓ کی دوستی کے نام پر جو کچھ کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک طرف تو اسلام بدنام ہوتا ہے اور دوسری طرف خود امام حسین رضؓ کی روحِ پاک کو صدمہ پہنچتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلماتِ طیبات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از جناب عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

(۱) قوّت فی العمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے۔

(۲) امانت یہ ہے کہ باطن ظاہر کے مخالف نہ ہو۔

(۳) پرہیزگاری بُرائی سے بچنے کا نام ہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اُس کو بچاتا ہے۔

(۴) علم حاصل کرنا لازمی سمجھو یہ ایک چادر ہے جو خداوند تعالےٰ طالبِ علم کو اُڑھاتا ہے۔

(۵) اُس عالم کی موت جو اللہ کے حلال حرام کو جانتا ہے۔ ہزار عابد، قائم اللیل صائم الدھر کی موت سے زیادہ افسوسناک ہے۔

(۶) مَیں اِس اُمّت کے کسی امر سے اتنا خوف نہیں کرتا جتنا کہ ایک عالم منافق سے۔ جس کا علم اُس کی . . . . زبان پر ہو۔ اور دل جاہل ہو۔ علم ریا، فخر اور سرکشی کے لئے سیکھنا نہیں چاہیئے۔ اور طلب علم میں شرم بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

(۷) علمِ نجوم کو بحر و بَر میں راستہ تلاش کرنے کے لئے سیکھو۔ نہ کہ کسی بنیادی غرض سے۔

(۸) کسی کی مدح کرنا اُس کو ذبح کرنا ہے۔

(۹) جو شخص زیادہ ہنسے اُس کی ہیبت کم ہوتی ہے جو تمسخر کرے اس کو لوگ خفیف سمجھتے ہیں۔

(۱۰) زیادہ گو زیادہ غصّہ ور ہوتا ہے.... [illegible] وہ کم لحاظ ہوتا ہے۔ وہ پرہیزگار کم ہوتا ہے جو پرہیزگار نہ ہو۔ اس کا دل مردہ ہوتا ہے۔

(۱۱) سب سے بڑا گمراہ وہ ہے جو لوگوں کو اس بات کی تہمت لگائے جو آپ کرتا ہو۔ اور لایعنی باتوں سے تضییع اوقات کرتا ہو۔

(۱۲) جو شخص حرص۔ طمع اور غضب سے بچا اس نے مخلصی پائی۔

(۱۳) تواضع یہ ہے کہ سلام میں مسلمان کے ساتھ سبقت کرے۔ مجلس میں کمتر جگہ پر بیٹھے اور خوشامد کو بُرا سمجھے۔

(۱۴) طمع فقر ہے اور بے غرضی غناء۔ اس شخص پر خدا کی رحمت ہے جو اپنے بھائی کو اس کے عیبوں سے مطلع کرے۔

(۱۵) فاجر کی صحبت اختیار نہ کر۔ اپنے راز سے اُس کو آگاہی نہ دے۔ نیک سے مشورہ لے۔

(۱۶) اپنے نفسوں سے حساب کرو۔ پیشتر اس سے کہ تمہارا حساب ہو

(۱۷) توبۃ النّصوح ۔ ایسی توبہ جس پر عمل ہو۔

(۱۸) حاکموں میں سعید وہ ہے۔ جس کی رعایا سعید ہو۔

(۱۹) کوئی شخص اللہ کے احکام لوگوں میں قائم نہیں کرسکتا جب تک خود مضبوط ارادے والا ۔ اور تجربہ کار نہ ہو۔

(۲۰) حق گوئی میں کسی کی ملامت سے یا بڑے آدمی سے نہ ڈرو۔

(۲۱) ایمان باللہ کے بعد سب سے اچھی نیک خُلق محبت کرنے والی اور صاحب اولاد عورت ہے۔ اور کُفر کے بعد بُری چیز بد خلق اور زبان دراز عورت ہے۔

(۲۲) جو کلمہ تیرے مسلمان بھائی کے مُنہ سے نکلے جب تک اس کا اچھا محل پا سکتا ہے اس کو شرارت خیال نہ کر۔

(۲۳) تین چیزیں تیری دوستی کو تیرے بھائی کے دل میں پختہ کریں گی۔ جب اس سے ملے سلام میں سبقت کر، اُس کو پسندیدہ نام سے بُلا۔ اور اپنی مجلس میں اُس کے لئے جگہ فراخ کر۔

(۲۴) میں پسند کرتا ہوں کہ ایک شخص اپنے کنبہ میں بچّہ کی طرح ہو اور جب کاروبار میں ہو تو مرد کی طرح۔

(۲۵) آدمی تین قسم کے ہیں۔ کامل، کاہل اور لا شئے ۔ کامل وہ صائب الرّائے ہے جو لوگوں سے بھی مشورہ لے۔ اور اُن کی رائے کا موازنہ کرے۔ اس سے کم وہ صائب الرائے ہے۔ جو اپنی رائے پر چلے اور دوسرے سے مشورہ نہ لے۔ تیسرا لا شئے۔ جو نہ خود عقل رکھتا ہو نہ دوسروں سے رائے لیتا ہو۔

(۲۶) خشوع دل سے ہوتا ہے۔ جو لوگوں کے واسطے دل سے زیادہ خشوع اپنا ظاہر کرے۔ وہ اپنے نفاق کا اظہار کرتا ہے۔

(۲۷) آدمی کو اُس کے نماز روزہ کی طرف دیکھنا چاہیئے نہ کہ اُس کی عقل و دانائی کی طرف۔

(۲۸) بُرے آدمیوں کے ملنے سے ہجرت کرنے میں آرام ہے۔

(۲۹) جو شخص خود کہے کہ مَیں عالم ہوں۔ وہ جاہل ہے۔ جو خود کہے مَیں جنّتی ہوں وہ دوزخی ہے۔

(۳۰) گیت سوار کا زادِ راہ ہے۔

(۳۱) لڑکا سات سال میں دانت نکالتا ہے۔ ۱۴ سال میں بالغ، ۲۱ سال میں قد پُورا ہوتا ہے۔ ۲۸ سال میں عقل پوری ہوتی ہے۔ اور کامل ۴۰ سال میں ہوتا ہے۔

(۳۲) آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ کیونکہ تیرے اُوپر بہت کام ہو جائیں گے۔

(۳۳) حرص کی پیروی سے بچنا۔ کیونکہ آدمی کی خواہش پے درپے ہوتی ہے۔

(۳۴) زاہدوں کے اقوال کو لکھو۔ کیونکہ اللہ نے ان پر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ جو اُن کے مُنہ پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں۔ اور خلافِ حق کوئی بات نہیں کہنے دیتے۔

(۳۵) قرآن کی تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت تھوڑی کیا کرو۔ اس میں مَیں بھی تمہارا شریک ہوں۔

(۳۶) احمق کی دوستی سے بچنا جو نفع کی آرزو سے نقصان کر بیٹھتا ہے۔

(۳۷) چار چیزوں کا واپس آنا ممکن نہیں کہی ہوئی بات، واقعہ جو ہو چکا ہو، چھوٹا ہُوا تیر۔ گزری ہوئی عمر۔

اسلام لانے والوں پر قریش کے جور و ستم

(ازجناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

نمبر ۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے جو کچھ کہا۔ میری حالت کے ذرا بھی مطابق نہیں۔ جو تعلیم میں لے کر آیا ہوں وہ نہ مال کی طلب کے لئے ہے نہ شہرت حاصل کرنے کی غرض سے اور نہ حصولِ سلطنت کے واسطے ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ خدا نے مجھے تمہاری طرف اپنا رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر کتاب اُتاری ہے۔ مجھے اپنا بشیر و نذیر بنایا ہے۔ میں نے اپنے رب کے پیغام تم کو پہنچا دیئے ہیں۔ اور تمہیں بخوبی سمجھا دیا ہے۔ اگر تم میری تعلیمات کو قبول کر لوگے تو یہ تمہارے لئے دُنیا و آخرت کا سرمایہ ہے۔ اور اگر رد کروگے تب میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا۔ کہ وہ میرے لئے اور تمہارے لئے کیا حکم بھیجتا ہے۔

قریش نے کہا۔ اچھا محمدؐ! اگر تم ہماری ان باتوں کو نہیں مانتے۔ تو ایک اور بات سُنو۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کس قدر سختی اور تنگی سے دن کاٹ رہے ہیں۔ پانی ہمارے پاس سب سے کم ہے اور گزران ہماری سب سے تنگ ہے۔ اب تم اپنے خدا سے یہ سوال کرو۔ کہ ان پہاڑوں کو ہمارے سامنے سے ہٹا دے۔ تاکہ ہمارے شہر کا میدان کھل جائے۔ نیز ہمارے لئے ایسی نہریں جاری کر دے جیسی شام و عراق میں جاری ہیں۔ نیز ہمارے باپ داداؤں کو زندہ کر دے۔ ان زندہ ہونے والوں میں قصی بن کلاب ضرور ہو۔ کیونکہ وہ ہمارا سردار تھا۔ اور سچ بولا کرتا تھا۔ ہم اس سے تیری بابت بھی پوچھ لیں گے۔ اگر اس نے تیری باتوں کو سچ مان لیا۔ اور تو نے ہمارے دوسرے سوالات کو بھی پورا کر دیا۔ تب ہم بھی تجھے سچا مان لیں گے۔ اور مان لیں گے کہ ہاں خدا کے ہاں تیرا بھی کوئی درجہ ہے۔ اور اس لئے واقعی تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ تو کہہ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ان کاموں کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو اس تعلیم کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میں نے خدا کے پیغامات تمہیں سُنا دیئے ہیں۔ اگر تم اس تعلیم کو قبول کروگے تو یہ تمہاری دُنیا و آخرت کے لئے سرمایہ ہے۔ اور اگر رد کروگے تو میں خدا کے حکم کا انتظار کرونگا۔ جو کچھ اُسے میرا اور تمہارا فیصلہ کرنا ہوگا۔ فرمائے گا۔

قریش نے کہا۔ اچھا اگر تم ہمارے لئے کچھ نہیں کرتے تو خود اپنے ہی لئے خدا سے سوال کرو (۱) کہ وہ ایک فرشتے کو تمہارے ساتھ مقرر کر دے جو یہ کہتا رہا کرے۔ کہ یہ شخص سچا ہے۔ اور ہم کو تمہاری مخالفت سے منع بھی کر دے۔ (۲) ہاں تم اپنے لئے یہ بھی سوال کرو۔ کہ باغ اُگ جائیں۔ بڑے بڑے محل بن جائیں۔ خزانہ میں سونا چاندی جمع ہو جائے جس کی تمہیں ضرورت بھی ہے۔ اب تک تم خود ہی بازار میں جاتے۔ اور معاش تلاش کیا کرتے ہو۔ ایسا ہو جانے کے بعد ہی ہم تمہاری فضیلت اور شرف کی پہچان حاصل کر سکیں گے۔ اور تمہیں خدا کا رسول سمجھ سکیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں ایسا نہ کروں گا اور خدا سے بھی ایسا سوال نہ کرونگا۔ اور ان باتوں کے لئے میں مبعوث نہیں ہوا۔ مجھے تو اللہ نے بشیر و نذیر بنایا ہے۔ تم مان لو۔ تو تمہارے لئے ذخیرہ دارین ہے۔ ورنہ میں صبر کروں گا۔ اور خدا کے فیصلے کا منتظر رہوں گا۔

قریش نے کہا۔ اچھا تم آسمان ہی کا ٹکڑا توڑ کر ہم پر گرا دو۔ کیونکہ تمہارا زعم یہ ہے کہ اگر خدا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ پس جب تک تم ایسا نہ کروگے ہم ایمان نہیں لانے کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایسا کرے۔

قریش نے کہا۔ محمد! تو بتاؤ کیا تیرے خدا نے تجھے پہلے سے یہ نہ بتایا کہ ہم تجھے ملیں گے۔ ایسے ایسے سوال کریں گے۔ یہ یہ چیزیں طلب کریں گے۔ ہماری باتوں کا یہ جواب ہے اور خدا کو منشاء ایسا کرنے کا ہے۔ چونکہ تیرے خدا نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے سُنا ہے وہ سچ ہے کہ یمامہ میں ایک شخص رہتا ہے۔ اس کا نام رحمٰن ہے۔ وہی تجھے ایسی باتیں سکھاتا ہے۔ ہم تو رحمٰن پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ محمد! دیکھو آج ہم نے اپنے سب عذرات سُنا دیئے ہیں۔ اب ہم تجھے قسمیہ یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ ہم تجھے اس تعلیم کی اشاعت کبھی نہ کرنے دینگے۔ حتیٰ کہ ہم مر جائیں یا تو مر جائے یہاں تک بات چیت ہوئی تھی کہ ایک ان میں سے بولا۔ ہم ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں جو خدا کی بیٹیاں ہیں۔ دوسرا بولا۔ محمدؐ! ہم تیری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ جب تک خدا اور فرشتے سامنے نہ آ جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری بات سُن کر اُٹھ کھڑے ہوئے حضور کے ساتھ عبداللہ بن ابو اُمیّہ بن مغیرہ بھی اُٹھ کھڑا ہُوا۔ یہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔ اس نے کہا۔ محمد! دیکھو! تمہاری قوم نے اپنے لئے کچھ چیزوں کا تم سے سوال کیا ہے۔ وہ بھی تم نے نہ مانا۔ پھر انہوں نے یہ چاہا کہ تم خود ہی اپنے لئے ایسی علامات کا اظہار کرو جن سے تمہاری قدر و منزلت کا ثبوت ہو سکتا ہے اسے بھی تم نے قبول نہ کیا۔ پھر انہوں نے اپنے لئے تھوڑا سا وہ عذاب بھی چاہا جس کا خوف تم دلایا کرتے تھے تم نے اس کا بھی اقرار نہ کیا۔ بس اب میں تم پر کبھی ایمان نہیں لاؤں گا اگرچہ تم میرے سامنے آسمان کو سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ جاؤ۔ اور میرے سامنے اس زینے سے اترو اور تمہارے ساتھ چار فرشتے بھی آئیں۔ اور وہ تمہاری شہادت بھی دیں۔ میں تو تب بھی تم پر ایمان نہیں لاؤں گا۔

عزیز بھائیو! تم نے دیکھا کہ اسلام کی عداوت میں عبداللہ کتنا سخت ہے لیکن چند سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ فتح مکہ سے پیشتر ہی عبداللہ مذکور ربانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور [illegible] بات کہنے پر کہ ایسے شخص کا گرویدہ اسلام ہو جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا معجزہ ہے جو آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھ جانے ۔ نوشتہ اترنے ۔ فرشتوں کی شہادت دینے سے بھی بڑھ کر ہے ۔ کیونکہ یہ تو وہ باتیں ہیں جن کے دیکھ لینے کے بعد بھی عبداللہ ایمان نہیں لانا چاہتا تھا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رد و انکار پر بھی برابر قریش کو اسلام کی ہدایت کیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ میری تعلیم ہی میں سب کچھ تمہارے لئے موجود ہے ۔ جن عقلمندوں نے ایمان قبول کیا اور تعلیم نبوی پر کاربند رہے انہیں اس سے زیادہ معارف و فوائد حاصل ہو گئے ۔ جس کا سوال کفار نے کیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے برگزیدہ رسول اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنی تعلیم کو پیش کیا کرتے ہیں ۔ معجزہ یا خرق عادت کو پیش نہیں کیا کرتے ۔ کیونکہ پھر صفت ایمان بالغیب کی کوئی باقی نہیں رہتی ۔ اگرچہ کبھی دیگر اوقات میں کسی ضرورت کے لئے ان سے معجزات کا صدور بھی بکثرت ہوتا رہتا ہے ۔

نبوت کے چھٹے برس کا ذکر ہے کہ ایک روز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ ابوجہل وہاں پہنچ گیا ۔ اس نے حضور کو [illegible] گالیاں دیں اور جب [illegible] سن کر چپ [illegible] تو اس نے ایک پتھر حضور کے سر پر پھینک مارا ۔ جس سے خون چلنے لگا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ [illegible] خبر ہوئی ۔ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے ۔ قرابت کے جوش میں ابوجہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر [illegible] زور سے کمان کھینچ ماری کہ وہ زخمی ہو گیا ۔ حمزہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ۔ اور کہا بھتیجے ! تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ۔ حضور نے فرمایا چچا جان میں ایسی باتوں سے خوش [illegible] ہاں تم مسلمان ہو جاؤ ۔ تو مجھے بڑی خوشی ہو ۔ حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی وقت مسلمان ہو گئے ۔

امیر حمزہ رضؓ سے تین دن پیچھے عمرؓ بن خطاب مسلمان ہوئے ۔ یہ بڑے دلیر اور بہادر تھے ۔ قریش کی طرف سے بیرونی ممالک کی سفارت کا کام ان سے متعلق تھا ۔ ایک دن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی بہادری کے بھروسے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرکے گھر سے نکلے ۔ بدن پر سب ہتھیار سجا رکھے تھے ۔ راستے میں ان کو پتہ چلا ۔ کہ بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں ۔ یہ سن کر بہن کے گھر گئے ۔ ان دونوں کو خوب مارا ۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ۔ عمر ! تم پہلے وہ کتاب سن لو جسے سن کے ہم ایمان لے آئے ہیں ۔ اگر وہ تم کو اچھی نہ لگے ۔ تو تم ہم کو مار ڈالنا ۔ عمرؓ نے کہا اچھا ۔ اس وقت ان کے گھر میں حضور کا ایک صحابی بھی تھا ۔ جو عمرؓ کے آنے سے چھپ گیا تھا ۔ اس نے قرآن مجید (سورہ طٰہٰ کا پہلا رکوع) سنایا ۔ عمرؓ قرآن سن رہا تھا اور بے اختیار رو رہا تھا ۔ غرض عمرؓ اسی وقت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لے آیا ۔ جو گھر سے قاتل بن کر نکلا تھا وہ جان نثار بن گیا ۔ آگے چل کر ان کا لقب "فاروق" ہوا

اس وقت تک مسلمان نماز اپنے گھروں میں چھپ چھپ کر پڑھا کرتے تھے ۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے ۔ کافر یہ دیکھ کر اور بھی زیادہ جلے ۔ اور مسلمانوں کو بے حد تکلیف دینے لگے ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی گستاخی سے پیش آتے تھے ۔ (باقی پھر)

آپ بیتی !

حافظ جان محمد صاحب آزاد
نیوز ایجنٹ مگھیانہ

ہفت روزہ خدام الدین میں "غریبوں کی فریاد" پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دل پر ایک چوٹ سی لگی ۔ بندہ تو پچھلی رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہے ۔ کہ اے اللہ جن سے ہم نے رقم لینی ہے اُن کو ہدایت عطا فرما ۔

اکثریت اُن لوگوں کی ہے جو تین پائی سے لیکر بارہ روپے تک ہضم کئے بیٹھے ہیں ۔ اللہ کے بندے یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم نے مرنا ہے اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے بعض تو کھا کر مر بھی گئے ہیں ۔ اور بعض مکر گئے ہیں ۔ اور بعض امروز و فردا کے وعدوں پر ٹرخلاتے رہتے ہیں

اُدھار کے بغیر کام بھی نہیں چلتا اِس لئے جان عجب مشکل میں ہے ؎ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

سردی گرمی آندھی موسلادھار بارش میں ہر ایک خریدار کو گھر پر پرچہ پہنچایا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ ہر محکمہ کے ملازم اخبار و رسائل مفت طلب کرتے ہیں ۔ اگر ان کی خواہش پوری نہ کیجائے تو ہر طرح سے روڑے اٹکاتے ہیں ۔ اور بلاوجہ پریشان کرتے ہیں ۔ نادہندوں میں اکثر بڑے بڑے دکاندار اور معقول تنخواہ پانے والے ملازمین شامل ہیں ۔ آخر میں میں ان حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا سوچئے تو سہی کہ آپ کس ڈگر پر چل رہے ہیں ۔ قرض اتنا سنگین جرم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے سے قرض کے سوا تمام گناہ بخشے جاتے ہیں ۔

مقروض اُسوقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ قرض خواہ کا حق ادا نہ ہوگا ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بچوں کا صفحہ

اخلاق و آداب

۱۔ امانت و دیانت

امانت اور دیانت ایمان کا جزو اور انسانیت کا جوہر ہے۔ کسی کے مال و دولت کی صحیح طریقوں سے حفاظت کرنا اور مالک کے طلب کرنے پر پورے طور پر ادا کرنا، راز اور مشورے کی باتوں کو بے موقع ظاہر نہ کرنا اپنے ہر قول اور ہر عمل میں خدا تعالےٰ کا خوف اور شریعت کا لحاظ کرنا ایمان داری اور دیانتداری ہے۔

خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ امانت اور دیانت کی تاکید کی ہے اور امانتوں کی صحیح طریقے سے حفاظت اور ان کو پورے طور پر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

"اور وہ لوگ کامیاب ہوئے جو اپنی امانتوں اور قول و قرار کی حفاظت اور پاسبانی کرتے ہیں۔" "خدا تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو پورے طور پر ان کے مالکوں کے حوالے کرو۔"

خدا تعالےٰ کے اس صاف اور کھلے حکم کے بعد مسلمان کے لئے کسی طرح یہ جائز نہیں کہ امانتوں میں کوئی تصرف کرے یا اُن کے ادا کرنے میں بلاوجہ ٹال مٹول کرے جو لوگ امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ادا کرنے میں ایمانداری اور دیانتداری سے کام نہیں لیتے۔ وہ خدا تعالےٰ کی رحمت اور محبت سے محروم رہتے ہیں۔

قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے اس بات کو صاف اور واضح طور پر فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ

بے شک خدا تعالےٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

بے شک خدا تعالےٰ خیانت کرنے والے ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کچھ گفتگو فرما رہے تھے۔ کہ اتفاق سے ایک بدوی (دیہاتی عرب) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کرنے لگا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب امانتوں کو ضائع کر دیا جائے۔ تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔ اس بدوی نے پوچھا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) امانتوں کے ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جب حکومت امارت اور شریعت کے معاملات نا اہلوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

مجلس کے مشوروں کو فاش کرنا اپنی قوم اور حکومت کے راز اور بھید دشمنوں کو بتانا بھی امانت اور دیانت کے خلاف ہے۔

۲۔ جھوٹ

انسانی عادات اور اخلاق میں جھوٹ بدترین خصلت اور بہت زیادہ نقصان دہ عادت ہے۔ جھوٹ ساری دنیا کی برائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے جھوٹ بولنے سے ارادوں کی پختگی ختم ہو جاتی ہے۔ نیت کا خلوص باقی نہیں رہتا۔ دل کی روشنی بجھ جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

بے شک خدا تعالےٰ جھوٹے ناشکرے کو ہدایت کا نور نہیں دیتا۔

قیامت کے دن جھوٹے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قرآن مجید میں ہے:-

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝

اور ان (جھوٹ بولنے والوں) کے لئے دردناک عذاب ہے، اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

جھوٹوں کی قیامت کے دن بڑی بربادی اور خرابی ہوگی اور یہ بڑے سخت گھاٹے خسارے اور نقصان میں ہوں گے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ۝

اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ اس دن جھوٹ بولنے والے تباہ اور برباد ہوں گے۔

اسلام نے اس بات کی بالکل اجازت نہیں دی کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر لعنت بھیجے یا یہ کہے کہ تجھ پر خدا کی پھٹکار ہے لیکن جھوٹ بولنے والے پر خدا تعالےٰ نے لعنت بھیجی ہے۔ قرآن مجید میں لعنت کا مستحق شیطان، یہود، کفار، اور منافقوں کو ٹھہرایا ہے۔ لیکن جھوٹ اتنا بڑا ظلم اور ایسا سخت گناہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھی جھوٹ بولے گا تو وہ لعنت اور پھٹکار کا مستحق ہوگا۔

اگر کسی شخص کو بھوک لگی ہوئی ہو اور ایسی مجلس میں موجود ہو۔ جہاں لوگ کھانا کھا رہے ہوں تو ان کے بلانے پر اگر یہ کہہ دے کہ مجھے بھوک نہیں، جیسا کہ لوگ تکلف میں کہہ دیا کرتے ہیں تو یہ بھی جھوٹ میں شامل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔" (ماخوذ از پیغام رسالت")

منظور شدہ
۱- لاہور زیمبن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۱ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۳۰-۱۴۲۷/۸-۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

بدل اشتراک
سالانہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ روپے
فی پرچہ ۴ آنے

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا -